عمران سیریز
باگوپ
مظہر کلیم ایم اے

PK7E@HOTMAIL.COM

عمران نے ٹائی کی ناٹ درست کی اور پھر وہ ہوٹل فائیو سٹار کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ آج اس نے بڑے سلیقے کا لباس پہنا ہوا تھا اور چہرے پر بھی گہری سنجیدگی طاری تھی۔

کشمشی رنگ کے قیمتی کپڑے کے سوٹ میں جس کی تراش خراش ماہرانہ ہاتھوں نے کی تھی۔ عمران انتہائی دیدہ زیب اور چارمنگ لگ رہا تھا۔ اسی لئے جیسے ہی وہ ہال میں داخل ہوا۔ ہال میں موجود خواتین کی نظریں اس پر جم کر رہ گئیں۔ ان سب کی آنکھوں میں انتہائی پسندیدگی کے آثار نمایاں تھے مگر عمران سب سے بے نیاز بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"فرمائیے سر۔۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"؟۔۔۔ کاؤنٹر مین نے انتہائی مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"میرے سر پر تیل کی مالش کرو"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"جی کیا کہا آپ نے"۔۔۔؟ کاؤنٹر مین کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔ اسے عمران سے اس قسم کے جواب کی شائد خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

"آپ نے خدمت کے لئے پوچھا تھا۔۔ تو بس یہی خدمت فی الحال کافی ہے کہ یا تو آپ میرے سر پر تیل کی مالش کر دیں۔۔ یا پھر اپنے سر پر جوتوں کی بارش کرا لیں۔ کچھ نہ کچھ کریں ضرور۔۔۔ کیونکہ جو کرے گا وہ بھرے گا۔۔۔ اب آپ کی مرضی، چاہے جرمانہ بھریں یا دودھ بھریں"۔۔ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔ البتہ چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

کاؤنٹر مین جو اس ہوٹل میں نیا تھا یوں عمران کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا جیسے اس نے دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ لیا ہو۔ عمران کی تمام باتوں کا مطلب آخر کار اس نے یہی لیا کہ عمران کارپوریشن کی

PK7E@HOTMAIL.COM

طرف سے دودھ کے سیمپل بھرنے پر ملازم ہے۔ مگر عمران نے جس قسم کا سوٹ پہن رکھا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ ہوٹل کو کھڑے کھڑے خرید سکتا ہے۔ اسی لئے بیچارے کا دماغ جواب دے گیا تھا۔

"آ۔ آپ دودھ کا سیمپل بھریں گے"۔۔۔؟ آخر اس نے اٹکتے اٹکتے کہہ ہی دیا۔

"جی نہیں بلکہ خالص دودھ کا ایک گھونٹ بھروں گا۔ اگر آپ کے پاس خالص دودھ ہے تو۔۔ مگر آج تک خالص بھینس کہیں نہیں ملتی۔۔۔ خالص دودھ کہاں سے ملے گا"۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"خالص بھینس"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے حیرت سے کہا۔ ویسے اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران کے دماغ میں خلل ہے۔

"جی ہاں۔۔۔ ایسی بھینس جو بھینس کی خالص نسل سے ہو۔۔ جب سے سائنس نے مصنوعی نسل کشی کا سلسلہ شروع کیا ہے خالص بھینس کا تو ملنا ہی محال ہو گیا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کوئی جواب دیتا اچانک اس کے پیچھے مینجر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور مینجر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ اسے شائد کسی بیرے نے کاؤنٹر پر عمران کی موجودگی کی اطلاع دیدی تھی۔

"عمران صاحب آپ۔۔ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔۔ میرے دفتر تشریف لائیں"۔

اس نے زبردستی عمران سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ کو میرے یہاں کھڑے ہونے پر اعتراض ہے تو میں یہاں بیٹھ بھی سکتا ہوں۔ باقی رہی تشریف۔۔۔ تو وہ میں آج گھر بھول آیا ہوں"۔۔ عمران نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"آیئے آیئے۔۔۔میرے ساتھ آیئے۔۔۔یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے"۔۔۔مینجر نے اس کا فقرہ نظر انداز کرتے ہوئے اسے اپنے کمرے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں عمران وہیں فرش پر نہ بیٹھ جائے۔ وہ عمران کی عادت کو اچھی طرح جانتا تھا۔اسی لئے اس کی ہر ممکن کوشش یہی تھی کہ کسی طرح عمران کو اپنے دفتر لے جائے تاکہ پورا ہال اس کا تماشہ نہ دیکھے۔

"اچھا۔اگر میں ڈیکوریشن پیس ہوں تو ٹھیک ہے۔۔آپ کی مرضی۔ہال کو مجھ سے رونق بخشوا لیں یا اپنے دفتر کو۔۔۔مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"۔۔عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر خاموشی سے مینجر کے ساتھ چلتا ہوا اس کے دفتر میں داخل ہوا۔

کاؤنٹر مین ابھی تک حیرت کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔اس کے دفتر میں جانے کے بعد اس نے قریب موجود بیرے کو بلوایا اور اس سے عمران کے متعلق پوچھنے لگا۔بیرے نے سرگوشی میں جب عمران کے متعلق بتلایا تو کاؤنٹر مین کی آنکھیں مزید پھیلتی چلی گیئں۔

ادھر مینجر نے عمران کو کرسی پر بٹھایا اور پھر ویٹر کو بلا کر کافی لانے کے لئے کہا۔

"آج ادھر کیسے بھول گئے"۔۔؟ مینجر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے میں ابھی تک بوکھلاہٹ موجود تھی کیوں کہ اسے عمران کے متعلق اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران جہاں پہنچ جائے وہاں ہنگامے بھی اس کے ساتھ پہنچ جاتے ہیں۔

"تو کیا آپ کا ہوٹل تلاش گمشدگان کا مرکز ہے کہ جو بھول جائے وہ سیدھا یہاں پہنچ جاتا ہے۔۔مگر میں بھول کر یہاں نہیں آیا۔۔خود اپنی مرضی سے آیا ہوں۔۔دراصل آج کل مفلسی کا دور دورہ ہے۔سپرنٹنڈنٹ فیاض سے پہلے ہر ماہ وظیفہ مل جایا کرتا تھا۔گزشتہ دو ماہ سے وہ بھی ختم ہو گیا ہے۔تو میرے باورچی عالیجاہ سلیمان پاشا نے مجھے حکم دیا ہے کہ اب میں کسی اور گھر کا راستہ ڈھونڈوں۔وہ مجھے مفت کھانا کھلا پلا نہیں سکتا۔میں نے اس کے حضور میں درخواست کی کہ میرے

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

تو کپڑے بک چکے ہیں اور اگر میں ننگا ہو کر کسی کے گھر کا راستہ ڈھونڈا تو لوگ میری کھال بھی اتار لیں گے اس طرح میں بالکل ہی ننگا ہو جاؤں گا۔ چانچہ اس نے ازراہ کرم اپنا سوٹ مجھے عنایت کر دیا ہے۔ اور اب میں اس کا سوٹ پہنے یہاں آیا ہوں تاکہ آپ سے کسی ایسے گھر کا راستہ پوچھوں جو مجھے مفت کھلا پلا سکے"۔۔ عمران کی زبان جب چل ہی پڑی تھی تو بھلا اتنی آسانی سے کہاں رکنا تھی۔

ادھر مینجر بیٹھا خاموشی سے کافی بناتا رہا جو اس دوران ویٹر آ کر رکھ گیا تھا۔

"یہ کافی پی لیجئے"۔۔۔ مینجر نے بڑی سنجیدگی سے کافی کی پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کا بل ادا کرنے کے لئے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔ہاں اگر آپ کہیں تو میں بیرے کو ٹپ دے دوں گا۔ اتنا چیلنج تو بہرحال سوٹ کی جیبوں میں تلاش کرنے سے مل جائے گا۔۔ آخر عالی جاہ سلیمان پاشا باورچی اعظم کا سوٹ ہے کسی ایرا غیرا نتھو خیرا کا سوٹ نہیں ہے"۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آخر آپ مجھے کیوں شرمندہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔۔ میں آپ کو اچھی طرح جانتا ہوں عمران صاحب۔۔ اس لئے خدا کے لئے آپ میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کیجیئے"۔۔۔ مینجر نے بڑی بے بسی سے کہا۔

"آپ نے تلے ہوئے کا لفظ غلط استعمال کیا ہے۔ میں نے ابھی تک اپنا وزن نہیں کرایا۔ باقی رہی آپ کی شرمندہ ہونے والی بات۔۔ تو شرمندگی اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔ گناہوں پر شرمندہ ہونا اس کی نظر میں سب سے اچھی بات ہے اس لئے آپ بڑے اطمینان سے شرمندہ ہوتے رہیں۔۔۔ بلکہ بہتر یہی ہے کہ کسی چوک پر جا کر شرمندہ ہوں تاکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ شرمندہ ہو سکیں"۔۔ عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

اب ظاہر ہے مینجر کیا جواب دیتا۔۔خاموش ہو رہا۔ عمران سے باتوں میں جیتنا اسکے بس کا روگ نہیں تھا۔اس کے خاموش ہونے پر عمران نے بھی بڑی خاموشی سے کافی کی پیالی ختم کی اور پھر بڑے سنجید لہجے میں کہنے لگا۔

"اگر آپ شرمندہ ہو چکے ہوں تو پھر براہ کرم مجھے اپنے ہوٹل کے خفیہ جوئے خانے تک پہنچا دیں۔ میں آج فلاش کھیل کر اپنی قسمت آزمانا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے تاش کے پتے ساتھ دے جائیں اور میں واپس عالی جاہ سلیمان پاشا باورچی اعظم کی خدمت میں حاضری دینے کے قابل ہو جاؤں"۔

اور عمران کی بات سن کر مینجر کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"خخ۔۔خفیہ جوا خانہ"۔۔اس نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔وہی جوا خانہ جو آپ کے ہوٹل کے تہہ خانے میں ہے اور جہاں عرب ریاستوں کے شہزادے اور دیگر غیر ملکی مہمان اپنے اپنے باورچیوں کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے تاش کے پتوں سے اپنی قسمت آزماتے ہیں"۔۔عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"مم۔۔مگر عمران صاحب"۔۔مینجر سے کوئی بات نہ بن سکی۔اب نہ ہی وہ جوئے خانے کے وجود سے انکار کر سکتا تھا اور نہ ہی اقرار۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انکار کرنے پر عمران خود اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں تک پہنچا دے گا اور اقرار کرنے پر نجانے کیا ہو۔۔اگر جوئے خانے کی بھنک بھی سپر نٹنڈنٹ فیاض کے کانوں تک پہنچ گئی تو انہیں ہوٹل ہی بند کرنا پڑے گا۔

"اگر مگر چھوڑیے۔۔۔بس مجھے قسمت آزمانے دیجئے۔۔۔آپ کا کیا جاتا ہے۔میرا بھلا ہو جائے گا"۔۔عمران نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔جیسے آپ کی مرضی۔۔۔ظاہر ہے میں آپ کو روک تو نہیں سکتا۔۔۔البتہ ایک درخواست ہے کہ آج وہاں کچھ غیر ملکی مہمان آئے ہوئے ہیں"۔۔۔براہ کرم سنجیدہ رہیں۔۔۔مینجیر نے بے بسی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"تو کیا اس وقت میں آپ کو کسی سرکس کا مسخرہ نظر آرہا ہوں"۔۔۔؟ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں جناب۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ بس اب میں کیا کہوں۔۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ جو ہماری قسمت میں ہو گا دیکھا جائے گا"۔۔ مینجر کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

"مگر میں تو اپنی قسمت آزمانے جارہا ہوں۔ آپ کی قسمت کا اس میں کیا دخل۔۔ آپ خوامخواہ پریشان ہو رہے ہیں"۔۔ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔۔۔! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ کو جتنی رقم چاہیے۔ آپ مجھ سے لے لیں۔۔۔ مجھے آپ کی خدمت کر کے خوشی ہو گی"۔۔ مینجر نے حتی الوسع عمران کو جوئے خانے میں جانے سے روکنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے وہاں اپنی عادت سے باز نہیں آنا اور غیر ملکی مہمان اسے جانتے نہیں اس لئے کوئی نہ کوئی ہنگامہ ضرور پیدا ہو گا۔ اور نتیجہ ظاہر تھا۔

"آپ کتنی رقم دے سکتے ہیں"۔۔؟ عمران نے خلاف توقع انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"جتنی آپ کو ضرورت ہو"۔۔ مینجر عمران کو راضی ہوتا دیکھ کر خوش ہو گیا۔

"مجھے اس وقت دس ہزار روپے چاہیں"۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ میں آپ کو دے دیتا ہوں"۔۔ مینجر نے کہا اور پھر اس نے وہاں سے اٹھ کر دیوار میں نصب سیف کا دروازہ کھولا اور نوٹوں کی دس گڈیاں نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیں۔

"اب میرے ساتھ آؤ"۔۔۔ عمران نے نوٹون کی گڈیاں اٹھائیں اور دروازے کی طرف چل پڑا۔ مینجر کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑا۔ عمران ہال سے گزر کر باہر آیا اور پھر مینجر کو لئے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف چل پڑا۔

کمپاؤنڈ گیٹ کے باہر ایک بوڑھی عورت ایک بچے کو ساتھ بٹھائے خاموشی سے بیٹھی تھی۔ شکل و صورت سے کسی شریف خاندان کی لگ رہی تھی۔ اس لئے اس کا ہاتھ کسی کے آگے نہیں اٹھ رہا تھا۔ بس خاموش بیٹھی

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

ایک ایک کو تک رہی تھی۔ کسی نے اگر چند پیسے اس کے سامنے پھینک دیئے تو ٹھیک ورنہ خاموش بیٹھی رہتی۔

عمران اس کے قریب جا کر رک گیا۔

"بڑی اماں۔۔! آپ کو یہاں نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ اگر آپ کا بیٹا زندہ ہوتا تو اسے کتنا دکھ ہوتا"۔۔ عمران نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

بڑھیا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر کسی خیال سے بے اختیار رونے لگ گئی۔

"آپ مت روئیں بڑی اماں۔۔! میں آج ہی غیر ملکی دورے سے واپس آیا ہوں اور میں نے ابھی آپ کو یہاں دیکھا ہے۔۔ آپ کا بیٹا میرا بڑا اچھا دوست تھا۔ مجھے اس کی موت کی اطلاع بھی غیر ملک میں ملی تھی۔ اگر میں یہاں ہوتا تو آپ کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا۔۔ یہ لیجیئے معمولی سے رقم ہے۔ اسے رکھ لیجیئے۔۔۔ یہ آپ کے بیٹے نے مجھے کسی زمانے میں بطور قرض دی تھی۔ وہ قرض میں آپ کو واپس کر رہا ہوں" ۔۔ عمران نے نوٹوں کی دسوں گڈیاں اس کی جھولی میں پھینکتے ہوئے کہا۔

بڑھیا نوٹوں کی گڈیاں دیکھ کر بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔ اس کے دماغ پر اندھیرا سا چھانے لگا۔

عمران نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔

"شاکر تم"۔۔ ٹیکسی رکتے ہی عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی عمران صاحب" ۔۔! یہ آپ ہی کی مہربانی ہے کہ آج مین اپنی ذاتی ٹیکسی کا مالک ہوں۔ "اگر آپ مجھے اس راہ پر نہ لگاتے تو یقیناً آج میں جیل میں ہوتا"۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی احسان مندانہ تھا۔

"ارے۔۔ میرا کیا۔۔ میں نے تو تمیں صرف نصیحت کی تھی۔ باقی تو تماری اپنی محنت ہے۔۔۔ اچھا خیر۔۔۔ بڑی اماں کو ان کے گھر پہنچاؤ۔ ان کے پاس رقم ہے۔ خیال رکھنا۔ ان کو گھر میں داخل کر کے واپس جانا"۔۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"آپ بے فکر ہو جائیں عمران صاحب"۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور پھر اس نے بچے کو اٹھا کر ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بٹھا دیا۔

"آئیے اماں جی"۔۔۔ شاکر نے بڑھیا سے مخاطب ہو کر کہا جو نوٹوں کی گڈیاں ہاتھوں میں پکڑے پاگلوں کی طرح عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"مگر بیٹے"۔۔اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کچھ کہنا چاہا۔

"کوئی بات نہیں بڑی اماں۔۔یہ رقم خرچ ہو جائے تو اور پہنچا دوں گا۔ آپ جائیے"۔۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر مینجر کا ہاتھ پکڑ کر واپس ہوٹل کی طرف مڑ گیا۔ مینجر یوں چل رہا تھا جیسے عالم بے ہوشی میں ہو۔

"میرے خیال میں آپ کے غیر ملکی مہمان جوئے کی میز پر پہنچ چکے ہوں گے۔ جلدی چلیں ایسا نہ ہو کہ ہم لیٹ ہو جائیں اور میں قسمت آزمائی سے محروم رہ جاؤں۔ مجھے تو اس چیز کا فکر ہے کہ اگر میں آج خرچہ لے کر گھر نہ گیا تو اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دینا ہے"۔ عمران نے کہا۔

اور مینجر بھلا کیا کہتا۔ خاموش ہو رہا۔۔ اس کے پاس اب کہنے کے لئے رہ ہی کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ خاموشی سے اسے لئے تہہ خانوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

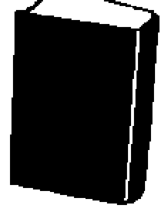

ہوٹل فائیو سٹار کی دسویں منزل کے ایک کمرے میں ایک لمبا تڑنگا مگر سڈول اور ٹھوس جسم کا مالک ایک نوجوان آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چپٹا سا باکس تھا جس میں مخصوص قسم کے موم کے چھوٹے چھوٹے اور مختلف موٹائی کے ٹکڑے موجود تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

وہ ان میں سے ایک ٹکڑا اٹھاتا اور پھر اسے چہرے پر کسی جگہ چپکا کر بڑے ماہرانہ انداز میں اسے تھپکانا شروع کر دیتا۔ اور ہر ٹکڑے کی چپاندگی کے بعد اس کی شکل میں انقلابی تبدیلی آجاتی۔ اس کے پیچھے کمرے میں موجود ڈبل بیڈ پر ایک غیر ملکی خوبصورت لڑکی جسم پر نائٹ گاؤن لپیٹے بڑے انداز سے لیٹی ہولڈر سے سگریٹ کے کش لگا رہی تھی۔ لڑکی کی آنکھیں گہری سبز تھیں اور ان میں ایسی چمک تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے دو چھوٹے چھوٹے بلب جل رہے ہوں۔

" تمارا میک اپ آخر کب ختم ہو گا۔۔ ؟ لڑکی نے بڑے ناز سے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

بس ڈارلنگ۔۔ اب ختم ہونے ہی والا ہے۔ تمیں معلوم تو ہے کہ مومی میک اپ کتنا وقت لیتا ہے "۔۔ نوجوان نے بھاری آواز میں جواب دیا۔

"اس ملک میں مومی میک اپ کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ یہ ایشیائی باشندے تو انتہائی پسماندہ اور بے وقوف ہوتے ہیں یہ ہمارے ذہنوں کا مقابلہ کہاں کر سکتے ہیں "۔۔ لڑکی نے اسکے پاس بیھٹتے ہوئے کہا۔

" نہیں اینڈریا۔۔ ہمیں ایسا نہیں سوچنا چاہیے۔ کیونکہ بعض اوقات خوش فہمی انسان کو عظیم نقصان میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ہمیں ہر لحاظ سے مستعد اور ہوشیار رہنا چاہیے "۔۔ نوجوان نے چہرے پر ہاتھ سے ہلکی ہلکی تھپکیاں دیتے ہوئے کہا۔

"ارے تم خواہ مخواہ گھبرا رہے ہو۔۔ تم دیکھنا کہ ہم کتنی آسانی سے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کر لیں گے۔۔ مجھے تو اب تک یہاں جو بھی آدمی ملا ہے بھیڑ کی طرح معصوم اور الو کی طرح بے وقوف ہی ملا ہے "۔۔ اینڈریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے نوجوان نے میز پر پڑی ہوئی ایک وگ اٹھا کر سر پر جمائی اور پھر اسے بھی اچھی طرح سیٹ کرنے لگا۔ اور پھر مڑ کر اینڈریا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"ارے تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔ جلدی کرو "۔۔ ایسا نہ ہو کہ ہم لیٹ ہو جائیں۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

"میں نے میک اپ تو کر لیا ہے بس لباس ہی تبدیل کرنا ہے"۔۔ اینڈریا نے بیڈ سے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور پھر انتہائی پھرتی سے گاؤن اتار پھینکا۔ گاؤن کے نیچے اس نے کوئی کپڑا نہیں پہن رکھا تھا۔ اس لئے اس کا عریاں جسم بجلی کی روشنی میں یوں چمک رہا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے فاسفورس کی بنی ہوئی ہو۔

"ارے میری آنکھیں چندھیانے کا ارادہ ہے۔۔؟ تمہارے جسم میں تو بجلیاں کوندتی ہیں"۔۔ نوجوان نے آنکھوں میں بیلاڈونا سکو کا ایک ایک قطرہ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیئر۔۔ یہ تمہارے پیار کی بجلیاں ہیں"۔۔ اینڈریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے لباس پہننا شروع کر دیا۔ اس نے انتہائی چست پتلون اور منی شرٹ پہن لی۔ اس لباس میں وہ اور بھی زیادہ خوبصورت اور سمارٹ لگنے لگی۔

"آؤ ڈیئر اب چلیں۔۔ میرا خیال ہے کہ کھیل شروع ہونے والا ہو گا"۔۔ نوجوان نے تیار ہو کر کہا۔ اس وقت وہ ایک غیر ملکی تاجر لگ رہا تھا جس کے چہرے کی رنگت مسلسل سفر کر کے قدرے جھلس سی گئی ہو۔۔ سر پر بھورے رنگ کے ہلکے ہلکے گھنگھریالے بال تھا اور آنکھوں کی پتلیوں کا رنگ بھی بھورا تھا۔ اور آنکھیں قدرے پھیلی پھیلی محسوس ہو رہی تھیں۔

"ہاں چلو"۔۔ اینڈریا نے منی شرٹ کا بٹن بند کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر نوجوان نے ایک نظر کمرے پر ڈالی اور مطمئن ہو کر اینڈریا سمیت کمرے سے آ گیا۔ اس نے تالا بند کر کے چابی جیب میں ڈالی اور پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی سے گیس نکل کر تالے کے سوراخ میں گھس گئی۔ اور نوجوان نے شیشی دوبارہ جیب میں ڈال لی اور پھر وہ لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے۔ اور کاؤنٹر پر پہنچ کر نوجوان نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر کاؤنٹر مین کو دیا۔

کاؤنٹر مین نے کارڈ کو بغور دیکھا اور پھر مسکرا کر اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور قریب کھڑے ہوئے ویٹر کو مخصوص اشارہ کیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"آئیے جناب"۔۔ویٹر نے مودبانہ انداز میں نوجوان اور اینڈریا سے مخاطب ہو کر کہا اور آگے آگے چلنے لگا۔ وہ دونوں اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

ایک راہداری سے گزر کر ویٹر انہیں ایک کمرے میں لے آیا۔ اس کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دیوار کے ساتھ لگے سوئچ بورڈ پر ایک بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ جب لفٹ رکی تو سامنے ایک دروازہ تھا۔ ویٹر نے آگے بڑھکر بڑے مودبانہ انداز میں دروازہ کھول دیا اور خود پیچھے ہٹ گیا۔ وہ دونوں دروازہ پار کر گئے۔

دروازہ کراس کرتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو ایک بڑے ہال میں پایا۔ جہاں مختلف میزیں لگی ہوئی تھیں۔ میزوں کے گرد کئی غیر ملکی بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ ان میں عرب ریاستوں کے شیخ بھی موجود تھے۔ لمبی لمبی بازیاں لگ رہی تھیں۔ ہزاروں اور لاکھوں سے کم کی بات کرنا ہی وہاں گناہ سمجھا جاتا تھا۔

ہال کے چاروں کونوں میں چار غنڈہ نما اشخاص ہاتھوں میں مشین گن سنبھالے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ان کی تیز آنکھیں ایک ایک شخص کا گہری نظروں سے جائزہ لے رہی تھیں۔ قریب ہی ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مگر بدصورت سا شخص کھڑا تھا۔

اس کے چہرے پر زخموں کے نشان اس کے لڑاکا ہونے کا ثبوت دے رہے تھے۔ اس کی آنکھوں سے سرد مہری ٹپک رہی تھی۔

نوجوان اور اینڈریا جیسے ہی اندر داخل ہوئے ہال میں موجود سب لوگوں کی نظریں ایک لمحے کے لئے ان پر جم گئیں۔ عرب شیخوں کی آنکھوں سے اینڈریا کو دیکھ کر ہوس ٹپکنے لگی۔

نوجوان سیدھا کاؤنٹر پر گیا۔ اس نے چیک بک نکال کر ایک چیک لکھ کر کاؤنٹر مین کو دے دیا۔

کاؤنٹر مین نے چیک میز کی دراز میں ڈالا اور سرخ رنگ کے پلاسٹک کے چوکور ٹکڑوں کا ایک ڈھیر ٹرے میں رکھ کر نوجوان کی طرف کھسکا دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

نوجوان نے ٹرے اٹھایا اور پھر اینڈریا کو ہمراہ لئے وہ ایک میز پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ایک مقامی شخص جو گہرے رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا اور ایک اور میز سے اٹھ کر آیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"ہیلو"۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو۔۔ آپ کی ساتھی بے حد خوبصورت ہے۔ بیحد حسین"۔۔ مقامی نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا حسن صرف میرے لئے ہی مخصوص نہیں ہے"۔۔۔ نوجوان نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اوہ۔۔ پھر میں ضرور ٹرائی کروں گا"۔۔ مقامی نوجوان نے بھی اس بار بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بڑی خوشی سے۔۔۔ مگر میری ساتھی لڑنے بھڑنے کے فن کی ماہر ہے اس بات کا خیال رکھنا"۔۔ نوجوان نے ویٹر کے ہاتھ تاش کے پتے لیکر پھینٹتے ہوئے کہا اور پھر کوٹ کی جیب سے پلاسٹک کے چوکور ٹکڑے نکال کر سامنے رکھ لئے۔

اینڈریا خاموش بیٹھی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس نے ان کی باتوں پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

"کام ہو گیا"۔۔؟ اینڈریا کے ساتھی نوجوان نے اس بار دبے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔۔ تیار ہے"۔۔ مقامی نوجوان نے بھی دبے لہجے میں جواب دیا۔

"پھر"۔۔؟ غیر ملکی نے پتے پھینٹتے ہوئے کہا۔

ہوٹل گلریز، ساتویں منزل، کمرہ نمبر ۱۵۔۔۔ رات دس بجے۔۔۔ مقامی نوجوان نے دبے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کام مکمل ہونا چاہیے۔۔ میں دھوکہ بازی کا قائل نہیں ہوں"۔۔ غیر ملکی نے پلاسٹک کے کچھ ٹکڑے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔۔ کام صحیح ہو گا۔ مگر رقم"۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"رقم مل جائے گی۔۔ میں نے پہلے کہا تھا کہ میں دھوکے کا قائل نہیں ہوں"۔ غیر ملکی نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"ٹھیک ہے"۔۔۔ نوجوان نے پتے سیدھے کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے درمیان پڑے ہوئے پلاسٹک کے ٹکڑوں کا ڈھیر اپنی طرف گھسیٹ لیا۔

"بہت خوب۔۔۔ بہت خوب۔۔ بڑی فیئر گیم ہو رہی ہے۔ جو ہارے وہی ٹوکن بھی لے لے۔۔۔ بہت خوب"۔۔ اچانک ان کے قریب سے ایک آواز سنائی دی اور دونوں نے بیک وقت چونک کر دیکھا جدھر سے آواز آئی تھی۔

ان کے قریب ہی عمران کھڑا ہوا تھا۔

اینڈریا نے بھی چونک کر اس کی طرف دیکھا اور ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں میں پسندیدگی کے آثار ابھرے مگر دوسرے لمحے اس نے منہ پھیر لیا۔ اسے معلوم تھا کہ غیر ملکی ایک لمحے کے لئے بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی محبوبہ کسی کی پسندیدگی کے بارے میں سوچے۔

"آپ کو کس نے اجازت دی ہے کہ آپ خواہ مخواہ کا تبصرہ کریں"۔۔۔ غیر ملکی نے بڑے ترش لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ خواہ مخواہ کا تبصرہ کوئی تبصرے کی نئی قسم ہے جناب! ۔۔ کتابوں پر تبصرہ۔۔۔ کھیلوں پر تبصرہ۔۔۔ خبروں پر تبصرہ۔۔ ڈراموں پر تبصرہ تو سنتے آئے ہیں۔۔۔ مگر خواہ مخواہ کا تبصرہ۔۔۔ یہ تو میرے لئے بالکل نئی بات ہے"۔۔ عمران نے مقامی نوجوان کے قریب اور غیر ملکی کے بالکل مقابل اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔ غیر ملکی کی آنکھوں میں غصے کی چمک ابھرنے لگی۔

"آپ برائے مہربانی اس میز سے اٹھ جائیں۔۔۔ کسی اور گروپ میں جا کر کھیلیں"۔۔ غیر ملکی نے غصہ دباتے ہوئے کہا۔

"واہ۔۔ اس میز سے اچھی میز کون سی ہو گی کہ جہاں جو ہارے وہی جیتے۔۔ یہ صاحب بازی ہار گئے مگر ٹوکن بھی انہوں نے لے لئے۔۔۔ اور میں تو کھیل میں بالکل اناڑی ہوں۔۔۔ ظاہر ہے ہاروں گا بھی سہی اور ٹوکن بھی اکھٹے کروں گا"۔۔ عمران کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

غیر ملکی ایک لمحے تک بڑی گہری نظروں سے عمران کا جائزہ لیتا رہا پھر کاؤنٹر مین کی طرف دیکھا اور اسے سر کے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔

کاؤنٹر مین تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے نزدیک پہنچ گیا۔

"ان صاحب کو کسی اور میز پر لے جائیے۔۔ ہم دونوں اکیلے کھیلنا چاہتے ہیں"۔ غیر ملکی نے حتی الوسع لہجے کو مہذبانہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب!۔۔ یہاں کا اصول یہی ہے کہ اگر پہلے سے کھیلنے والے کھلاڑی چاہیں تو دوسرا شخص کھیل سکتا ہے ورنہ نہیں"۔۔ کاؤنٹر مین نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس نے بنایا ہے یہ اصول"۔۔؟ عمران نے بڑی بے پرواہی سے پوچھا۔

"انتظامیہ نے جناب"۔۔ کاؤنٹر مین نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تو جا کر انتظامیہ سے کہہ دو کہ اصول بدل دے۔۔۔ بس جاؤ۔۔۔ میں تو ان کے ساتھ ہی کھیلوں گا"۔۔۔ عمران نے یوں ہاتھ ہلا کر کہا جیسے کان سے مکھی اڑا دی ہو۔

"میں کہتا ہوں آپ شرافت سے اٹھ جائیں ورنہ"۔۔ غیر ملکی نے پہلی بار انتہائی غصیلے لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"ورنہ آپ خود اٹھ جائیں گے۔۔۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ۔۔؟ ضرور اٹھ جائیں میں نے آپ کی ٹانگ میں رسی نہیں باندھ رکھی"۔۔۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یو شٹ آپ نانسنس"۔۔ غیر ملکی اچانک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

"یہ بھی شاید یہاں کی انتظامیہ کا کوئی اصول ہے کہ کھڑے ہوتے ہوئے انگریزی بولی جائے"۔۔ عمران نے بڑے بھولپن سے کہا۔

"عمران صاحب فار گاڈ سیک"۔۔۔ اچانک ایک دروازے سے منیجر بھاگتا ہوا عمران کے نزدیک آیا۔

"ارے بھاگتے وقت بھی انگریزی بولنی پڑتی ہے"۔۔؟ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

اور پھر اسی لمحے عمران پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا کیونکہ غیر ملکی نے بجلی کی تیزی سے کرسی اٹھا کر اس پر پھینک دی تھی۔ مگر ظاہر ہے کہ مقابل میں عمران تھا اس لئے کرسی قریب بیٹھے ہوئے مقامی نوجوان کے سر پر پڑی اور وہ چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ جھگڑا بڑھتا۔۔۔ مشین گن بردار انتہائی تیزی سے ان کے درمیان آگئے۔۔ دو مشین گن برداروں نے عمران کو گھیر لیا۔

"عمران صاحب پلیز"۔۔ مینیجر نے قدرے خوشامدانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں۔۔ میں تو پلیز ہوں۔۔ بالکل خوش ہوں بلکہ بے حد خوش۔۔ اس نوجوان کو کرسی لگی ہے اس سے پوچھ لو کہ آیا یہ پلیز ہے یا نہیں"۔۔ عمران نے بڑے مطمئین لہجے میں کہا۔

نوجوان جس کے سر پر کرسی لگی تھی سر کو پکڑے کھڑا تھا۔ کرسی کا ایک پایہ اس کے سر پر جا لگا تھا۔

"چلو اینڈریا چلیں۔۔ یہ لوگ اس قابل نہیں کہ یہاں زیادہ وقت گزارا جاسکے"۔

غیر ملکی نے اینڈریا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک نظر اس نوجوان کو دیکھا جس سے رات کا پروگرام سیٹ ہوا تھا اور پھر وہ اینڈریا کو ساتھ لئے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"بڑا جوشیلا آدمی ہے یہ غیر ملکی بھی۔۔۔ خواہ مخواہ لوگوں کو کرسیاں مار دیتا ہے"۔۔۔ عمران نے اس کے جانے کے بعد بڑے اطمینان سے کہا اور ایک اور میز کی طرف بڑھ گیا۔ کرسی کھانے والا نوجوان بھی خاموشی سے چلتا ہوا گیم روم سے باہر نکل گیا۔

عمران ایک خالی میز پر بیٹھ گیا اور اس نے کوکا کولا منگوا کر پینا شروع کر دیا۔ ابھی اسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گزرے تھے کہ عرب تاجروں کا ایک گروہ گیم روم میں داخل ہوا یہ لوگ تعداد میں چھ تھے جن میں تین عرب تاجر تھے جبکہ تین نوجوان ان کے سیکرٹری کے طور پر ان کے ساتھ تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

عرب تاجر ایک میز پر بیٹھ گئے اور جوا کھیلنے میں مصروف ہو گئے۔ جبکہ ان کے سیکرٹری بڑے مودبانہ انداز میں پیچھے کھڑے تھے۔ ان میں ایک کی تیز نظر ہال میں موجود ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اور پھر اس کی نظریں عمران پر جم گئیں۔ عمران بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

جیسے ہی نوجوان کی نظریں عمران سے ملیں عمران نے آنکھ کا کونہ ہلکا سا دبا دیا۔ اور نوجوان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ اس نے جھک کر اپنے مالک کے کان میں کچھ کہا اور پھر اس کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا اور اس کے سامنے کرسی کھینچ کر وہ بیٹھ گیا۔

"آپ کا نام عمران ہے"۔۔؟ آنے والے نے آواز دباتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں"۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا اور اس کے جواب پر آنے والے نوجوان کے چہرے پر ایکدم بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"میرا نام عمران نہیں۔۔ بلکہ علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی آکسن ہے"۔

عمران نے اس بار کہا اور اس بار نوجوان کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"میرا نام زکریا ہے"۔۔۔ آنے والے نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ کارڈ کے اوپر سرخ رنگ کا ایک شیر بنا ہوا تھا۔

"ہوں۔۔ ٹھیک ہے"۔۔ عمران نے سنجیدگی سے سر ہلاتے ہوئے کارڈ واپس کر دیا۔

"آپ ایکسٹو کو بتا دیں کہ بین الاقوامی مجرم باگوپ آپ کے ملک میں آچکا ہے"۔۔ زکریا نے کنکھیوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"باگوپ"۔۔ عمران کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا۔

"ہاں باگوپ!۔۔ انتہائی چالاک، عیار اور خطرناک مجرم۔۔۔ جس کی کسی بھی ملک میں آمد اس ملک کے لئے ہمیشہ کے لئے بدقسمتی کا باعث بن جاتی ہے"۔۔ زکریا نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"مگر آپ کو اس بات کا کیسے علم ہوا کہ وہ ہمارے ملک میں آچکا ہے"۔۔؟ عمران نے قدرے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

"اس کو ائیر پورٹ پر ہمارے ایک ایجنٹ نے پہچان لیا تھا مگر اس فوراً ہی قتل کر دیا گیا۔۔۔ مگر جہاں لاش ملی تھی وہاں زمین پر ایجنٹ نے مرتے ہوئے خون آلود انگلی سے اس کی موجودگی کے متعلق چند حروف لکھ دیئے تھے۔۔چنانچہ جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ قاتل جس فلائٹ پر گیا ہے وہ آپ کے ملک جا رہی تھی۔ پھر آپ ے ملک کے ائیر پورٹ پر مزید تحقیقات کی گئی تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ باگوپ اپنی محبوبہ سمیت آپ کے ملک میں آیا ہوا ہے۔۔اسی بنا پر میں نے ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا تا کہ اس کی موجودگی کے متعلق انہیں اطلاح کر دی جائے"۔۔۔ زکریا نے دبے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوکے شکریہ!۔۔۔ آپ کا پیغام ایکسٹو تک پہنچ جائے گا"۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں منیجر ابھی تک قدرے نروس سا کھڑا تھا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر منیجر کہ آپ کے گیم روم میں جھگڑا ہو گیا۔۔۔ مگر اس میں میرا قصور نہیں تھا"۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی اور شریفانہ لہجے میں کہا۔

کوئی بات نہیں عمران صاحب! ۔۔ مین اس نوجوان سے خود معذرت کر لوں گا۔

"آپ گیم کھیلیں۔۔۔ آپ نے تو اب تک گیم ہی نہیں کھیلی"۔۔۔منیجر نے بظاہر بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیا مگر اس کا چہرہ عمران کو بتا رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر بری طرح کھول رہا ہے۔

"نہیں۔۔ مجھے سخت شرمندگی ہے۔۔۔ میں اس شریف آدمی سے خود معافی مانگنا چاہتا ہوں۔۔۔ جب تک اس سے معافی نہیں مانگ لوں گا میرا ضمیر مطمین نہیں ہو گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"چھوڑیں جناب۔۔۔ جو ہو گیا سو ہو گیا۔ آپ گیم کھیلیں"۔۔منیجر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"تم چھوڑو تو چھوڑو۔۔۔ میں تو معافی مانگنا نہیں چھوڑوں گا۔۔ڈیڈی کہتے ہیں کہ معافی مانگنا اچھی عادت ہے۔۔۔اور تم جانتے ہو کہ میں نے اب تک ڈیڈی کی بات نہیں مانی۔ اسی لئے در بدر کے دھکے کھارہا ہوں۔۔۔اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ڈیڈی کی بات ضرور مانوں گا۔ اس لئے میں تو اس نوجوان سے معافی ضرور مانگوں گا۔۔چلو میرے ساتھ"۔۔ عمران نے جواب میں پوری تقریر جھاڑ دی۔

اب منیجر بھی سمجھ گیا کہ عمران جو فیصلہ کرلے اس سے ٹلنے والا نہیں۔ پھر اسے خیال آیا کہ اگر عمران ہوٹل کے گاہک سے معافی مانگ لے گا تو گاہک خوش ہو جائے گا۔چنانچہ وہ راضی ہو گیا اور عمران کو ساتھ لے کر گیم روم سے باہر آیا اور اس نے کاؤنٹر مین سے پوچھا۔

"مسٹر جوزف اپنے کمرے میں ہیں"۔۔۔؟

"ہاں جناب!۔۔وہ کمرے میں ہیں۔ ویسے انہوں نے مجھے رات ساڑھے نو بجے ٹیکسی مہیا کرنے کے احکامات دیئے ہیں"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم ہوٹل بزنس میں نئے آئے ہو۔اس لئے آخری بار تمہیں تنبیہہ کرتا ہوں کہ تم سے جو پوچھا جائے وہی بتایا کرو۔۔۔فالتو باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گاہک نے کیا آرڈر دیا ہے اور کیا نہیں دیا یہ بزنس سیکرٹ ہوتا ہے۔۔۔ سمجھے" ۔۔منیجر نے اسے بری طرح ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"یار کیوں منیجر کی جھاڑیں کھارہے ہو۔۔بہتر یہی ہے کہ اپنا ہوٹل کھول لو۔۔۔چاہے نان چھولے ہوٹل ہی کیوں نہ ہو۔۔۔وہاں گاہک نہیں آئیں گے تو کم سے کم اس قسم کے سخت مزاج منیجر بھی تو نہیں ہوں گے"۔۔ عمران نے کاؤنٹر مین کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

اور منیجر نے غصے کی شدت سے دانت بھینچ لئے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ یہیں عمران کو شوٹ کردے مگر وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنا ناممکن ہے اس لئے سوائے خون کے گھونٹ پینے کے اور وہ کچھ نہیں کرسکتا تھا۔

"چلیں عمران صاحب!۔۔ آپ اس سے معافی مانگیں اور میری جان چھوڑیں"۔۔۔ آخر اس سے رہا نہ گیا تو اس نے سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"یار کیسے آدمی ہو۔۔۔؟ ہر چیز چھوڑنے کا مشورہ دیتے ہو۔۔ کبھی مشورہ دیتے ہو کہ معافی مانگنا چھوڑ دوں کہیں جان چھوڑ دوں۔۔۔ ایسا کرو کہ تم ایک ہی بار جو کچھ چھڑوانا چاہتے ہو چھڑ والو۔۔۔ روز روز کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں"۔۔ عمران کی زبان بھلا کہاں رکتی تھی۔ مگر چونکہ مینجر لفٹ کی طرف قدم بڑھا چکا تھا۔ اس لئے عمران کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔

لفٹ میں مینجر بالکل خاموش رہا اور عمران نے بھی اسے مزید نہیں چھیڑا کیوں کہ وہ اس کی شکل سے اندازہ لگا چکا تھا کہ اب اس کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ خواہ مخواہ کی الجھنوں میں پڑے۔

لفٹ دسویں منزل پر رک گئی۔ مینجر عمران کو ہمراہ لئے کمرہ نمبر بارہ کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے بڑے مہذب انداز میں دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے"۔۔ اندر سے اس نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"مینجر"۔۔ مینجر نے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ نوجوان ہاتھ میں رسالہ اٹھائے کھڑا تھا۔ اس نے جب مینجر کے ہمراہ عمران کو دیکھا تو اس کے چہرے پر غصے کے آثار ابھرنے لگے۔

"عمران صاحب آپ سے معافی مانگنے آئے ہیں۔۔۔ انہیں گیم روم میں ہونے والے ناخوشگوار واقعہ پر افسوس ہے"۔۔ مینجر نے کہا۔

"معافی کی کوئی ضرورت نہیں۔۔ ایسا ہوتا ہی رہتا ہے"۔۔۔ نوجوان نے سرد لہجے میں کہا اور دروازہ بند کرنے لگا۔

"کیا آپ ہمیں اندر آنے کی اجازت نہیں دیں گے۔۔۔ آخر میں نے معافی مانگنی ہے کوئی مذاق تو نہیں کہ یہیں دروازے پر ہی کھڑے کھڑے سب معاملہ طے ہو جائے"۔۔ عمران نے لہجے کو سنجیدہ بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

نوجوان نے ایک لمحے کے لئے عمران کو بغور دیکھا اور پھر دروازے سے ہٹتے ہوئے کہنے لگا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"آجائیے"۔۔۔

منیجر اور عمران کمرے میں داخل ہوئے تو نوجوان کی ساتھی لڑکی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی میک اپ میں مصروف تھی۔

"میں اپنا تعارف خود کروادوں تو بہتر ہے۔ کیونکہ منیجر شائد پوری طرح مجھے نہیں جانتا۔

میرا نام علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی آکسن ہے اور پیشہ مصاحبت ہے"۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی کی ڈگریوں کا جوزف اور اینڈریا پر بڑا خوشگوار ردعمل ہوا اور ان کے چہروں پر موجود کیفیت کے اثرات میں نمایاں کمی ہو گئی۔

"مجھے جوزف کہتے ہیں۔۔ میں ایک ہفتہ ہوئے آپ کے ملک میں آیا ہوں۔ یہ میری منگیتر مس بروشی ہیں۔۔۔ ہم یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں"۔۔ نوجوان نے اپنا اور اینڈریا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"صرف سیر و تفریح کے لئے"۔۔۔؟ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟ کیا سیر و تفریح پر آپ کو کوئی اعتراض ہے"۔۔؟ جوزف نے چونک کر پوچھا۔

"اعتراض تو خیر کیا ہو سکتا ہے۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ اگر آپ ساتھ ہی ہنی مون بھی منا لیتے تو آپ یہاں زیادہ محفوظ ہوتے۔۔۔ اگر آپ کا ایسا ارادہ بن جائے تو آپ مجھے بتلا دیں۔ میں مولوی اور گواہوں کا انتظام کرا دونگا"۔۔ عمران نے جواب دیا۔

جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چند لمحوں قبل لہرانے والی تشویش کی پرچھائیاں یکسر غائب ہو گئیں۔

"مسٹر عمران بڑے دلچسپ آدمی ہیں"۔۔۔ اینڈریا نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"مگر ان کا پیشہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔۔ کیا بتایا تھا۔۔ مصاحبت "۔۔؟ اینڈریا نے بڑے دلآویز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔۔! آپ نے پیشہ کیا بتایا تھا۔۔ کیا یہ کوئی سائنسی ملازمت ہے "۔۔۔؟ جوزف نے کہا۔

"ارے کمال ہے۔۔۔ آپ مصاحبت کے معنی نہیں سمجھتے۔۔۔ خالص غیر رومانی اور غیر سائنسی پیشہ ہے۔۔ بس یوں سمجھئے کہ سرے سے کوئی پیشہ ہی نہیں۔ بس وقت گزارنے والی بات ہے "۔۔ عمران نے بڑے شرمیلے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے پر شرم کے آثار یوں چھا گئے تھے جیسے کسی خالصتا مشرقی لڑکی سے اس کے ہونے والے دولہا کی تفصیلات پوچھ لی گئیں ہوں۔

"ارے آپ تو شرمارہے ہیں "۔۔ اینڈریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں مس بروشی!۔۔ ہے بھی شرمانے والی بات۔۔۔ دراصل یہ پیشہ اس قسم کا ہے کہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے "۔۔۔ عمران نے اور زیادہ شرماتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔ کیا یہ غیر قانونی پیشہ ہے "۔۔؟ جوزف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں جناب!۔۔ بھلا مجھ جیسا چڑی مار قسم کا آدمی غیر قانونی پیشہ اپنا سکتا ہے۔۔ بس یوں سمجھ لیجیئے بڑے لوگوں کی خوشامد کر کے اور انہیں خوش کر کے ان سے کچھ انعام و کرام لے لینا میرا پیشہ ہے "۔۔۔ عمران نے اپنے پیشہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"صاحب! یہ انکساری برت رہے ہیں۔۔۔ عمران صاحب انٹیلی جنس کے چیف سر رحمان کے لڑکے ہیں اور انٹیلی جنس سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے دوست ہیں۔۔۔ بس رئیس آدمی ہیں۔ کسی پیشے کی انہیں سرے سے ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی "۔۔ منیجر جواب تک خاموشی بیٹھا تھا آخر بول پڑا۔

"ڈائریکٹر انٹیلی جنس سر رحمان "۔۔۔ اس بار جوزف کے لہجے میں خفیف سی لرزش نمایاں تھی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"ارے جناب!۔۔۔ آپ خوف زدہ نہ ہوں۔۔۔ڈیڈی نے مجھے ایک مدت سے عاق کر رکھا ہے۔ وہ میری شکل دیکھنے تک کے روادار نہیں ہیں۔۔۔باقی رہا سو پر فیاض۔۔۔ تو وہ خوشامد پسند آدمی ہے۔ بس اس کی خوشامد کر کے گزارا کر لیتا ہوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ وہ انتہائی ڈفر قسم کا آدمی ہے۔ مگر پھر بھی میں اسے بڑا عقلمند ثابت کرتا ہوں اور وہ میری اس بات سے خوش ہو کر اخراجات پورے کر دیتا ہے۔۔۔ اتنی سی بات ہے"۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا عمران صاحب۔۔۔ اب چلیں۔ کافی وقت لے لیا ہے جوزف صاحب کا"۔

مینجر نے اجازت طلب لہجے میں کہا۔

"کہاں لیا ہے۔۔۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں لیا۔۔ معافی تک نہیں لی"۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیں اس بات کو عمران صاحب۔۔ بس بات ختم۔۔ ہو گئی سو ہو گئی۔۔۔ معافی کی کیا ضرورت ہے"۔۔ جوزف نے مہذبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ واہ صاحب!۔۔ آپ بھی مینجر کے طرفدار بن گئے۔۔۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ سب کچھ چھوڑ دو۔۔۔ معافی مانگنا چھوڑ دو۔۔۔ جان چھوڑ دو۔۔۔ اور اب آپ بھی کہہ رہے ہیں کہ اس بات کو چھوڑ دوں۔۔ میں تو ضرور معافی مانگوں گا"۔۔ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

جوزف اور اینڈریا اسے یوں دیکھنے لگے جیسے ان کی نظروں میں اس کی دماغی صحت مشکوک ہو گئی ہو۔

"پھر مانگ لیجئے معافی"۔۔ مینجر اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"کیوں صاحب! مانگ لوں"۔۔؟ عمران نے جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کیوں نہیں کہہ سکتے۔۔۔ ہمارے ملک میں تحریر و تقریر کی مکمل آزادی ہے۔ آپ سب کچھ کہہ سکتے ہیں۔۔۔ کیوں مینجر صاحب! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں"۔۔۔ عمران نے آخر میں مینجر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"جوزف صاحب کا مطلب تھا کہ آپ معافی مانگ سکتے ہیں"۔۔۔ مینجر نے اس بار جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر جوزف! ۔۔۔ مجھے معافی دیجئے"۔۔۔ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اس کی بات سمجھ میں آ گئی ہو۔

"دے دی عمران صاحب"۔۔۔ جوزف نے خوشگوار لہجے میں جواب دیا۔

"کہاں دی ہے۔۔۔ مجھے تو نہیں ملی"۔۔ عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کیا نہیں ملی"۔۔۔ جوزف نے چونک کر کہا۔

"معافی"۔۔۔ عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"بس ہو گئی معافی۔۔ اب چلیں۔۔ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔۔۔ مینجر نے یکدم اٹھتے ہوئے کہا۔

اچھا۔۔ تم ضد کرتے ہوئے تو چلو۔۔ مگر جوزف صاحب! آپ یاد رکھیں کہ آپ نے صرف کہا ہے۔۔ معافی نہیں دی۔۔۔ اور میں نے آپ سے معافی ضرور لینی ہے۔۔۔ چھوڑوں گا نہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ مینجر بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا اور وہ دونوں بت بنے بیٹھے تھے۔

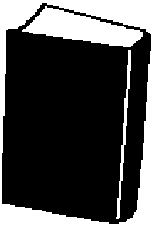

کیپٹن شکیل نے پڑھتے پڑھتے زور کی جماہی لی اور پھر کتاب اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور خود اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اسے بڑی شدت سے چائے کی طلب ہو رہی تھی۔

کئی دنوں سے وہ سب فارغ تھے اور کیپٹن شکیل کی عادت تھی کہ جب بھی وہ فارغ ہوتا تھا اپنے آپ کو مطالعہ میں غرق کر دیتا تھا۔ آج اسے بکسٹال پر ایک کتاب نظر آ گئی تھی۔ چنانچہ گزشتہ دو گھنٹوں سے وہ کتاب کے

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7Z@HOTMAIL.COM

مطالعہ میں مصروف تھا کہ اچانک اسے جماہی آئی اور وہ سمجھ گیا کہ ذہنی تھکن دور کرنے کے لئے چائے کا ایک کپ پینا پڑے گا۔

چنانچہ کتاب رکھ کر وہ کچن میں گیا اور اس نے الیکٹرک کیتلی میں چائے کا پانی ابالنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں چائے کا کپ تیار کر کے وہ واپس آیا اور صوفے پر بیٹھ کر بڑے اطمینان سے چسکیاں لینے لگا۔ ابھی آدھی پیالی ہی پی تھی کہ ٹیبل پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

کیپٹن شکیل نے چونک کر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر پیالی رکھ کر ریسیور اٹھالیا۔

"ہیلو کیپٹن شکیل سپیکنگ"۔۔اس نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو"۔۔۔دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص غراہٹ آمیز آواز ابھری۔

"یس سر"۔۔۔کیپٹن شکیل نے اس بار مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیپٹن شکیل!۔۔ہوٹل فائیو سٹار کی دسویں منزل کمرہ نمبر بارہ میں ایک غیر ملکی جوڑا ٹھہرا ہوا ہے تم نے اس کی نگرانی کرنی ہے۔ نگرانی انتہائی خفیہ انداز میں ہونی چاہیے۔ کسی بھی خاص واقع کی مکمل رپورٹ فوراً دینا اور کسی قسم کی مداخلت کی ضرورت نہیں"۔۔۔ایکسٹو نے اس ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب!۔۔میں ابھی وہاں پہنچ رہا ہوں"۔۔۔کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تم میک اپ میں رہو گے"۔۔۔ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ کہ رابطہ منقطع ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔ جہاں اسے یہ خوشی ہو رہی تھی کہ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے۔ وہاں یہ بھی افسوس تھا کی کتاب ادھوری رہ گئی ہے۔

برحال اس نے اٹھکر تیزی سے لباس بدلا۔ ہلکا میک اپ کیا اور پھر فلیٹ کو تالا لگا کر باہر آ گیا۔ بلڈنگ کے اندر موجود گیراج سے اس نے اپنی کار باہر نکالی اور پھر ہوٹل فائیو سٹار کی طرف بڑھنے لگا۔

جیسے ہی اس کی کار ہوٹل فائیو سٹار کے کمپاؤنڈ میں مڑی ایک ٹیکسی اس کی سائیڈ سے ہو کر باہر نکلتی چلی گئی۔ کیپٹن شکیل نے ایک نظر ڈالی تو ٹیکسی میں ایک غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔

PK7Z@HOTMAIL.COM

مگر ہوٹل فائیو سٹار میں زیادہ تر غیر ملکی ہی رہتے تھے اس لئے وہ کار پارک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"جی فرمائیے"۔۔ کاؤنٹر مین نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہوٹل کی دسویں منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں میرے ایک دوست ٹھہرے ہوئے ہیں۔۔۔ کیا وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود ہیں"۔۔۔؟ کیپٹن شکیل نے بڑے مہذبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ۔۔۔ آپ چند منٹ لیٹ پہنچے ہیں۔۔ مسٹر جوزف اور ان کی ساتھی ابھی ابھی ہوٹل چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔۔شاید ان کی ٹیکسی آپ کو گیٹ پر ملی ہو"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے معذرت آمیز انداز میں جواب دیا۔

"نہیں مجھے تو نہیں ملی"۔۔۔ کیپٹن شکیل کے کہا لیکن اس کے ذہن میں وہ ٹیکسی گھوم گئی جس میں ایک غیر ملکی جوڑا موجود تھا۔

"مجھے افسوس ہے۔۔۔اگر آپ صرف چند منٹ پہلے آجاتے تو مسٹر جوزف سے آپ کی ملاقات ہو جاتی"۔۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"کیا وہ بتلا کر گئے ہیں کہ کہاں جا رہے ہیں؟۔۔۔ مجھے تو معلوم ہوا تھا کہ وہ ابھی کچھ دن یہاں ٹھہریں گے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے ایسے لہجے میں کہا کہ جیسے اسے بیحد افسوس ہوا ہو۔

"نہیں جناب۔۔! بتلا کر تو نہیں گئے اور ان کا جانے کا ارادہ بھی اچانک ہی بن گیا"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اپنی کار تک پہنچ گیا۔ گو اس نے ایک اچٹتی سی نظر ٹیکسی پر ڈالی تھی۔ مگر چونکہ وہ ایسے پیشے سے متعلق تھا جس میں نہ چاہتے ہوئے بھی عادتاً کچھ باتیں ذہن میں رہ جاتی تھیں اس لئے غیر ملکی جوڑے کا حلیہ اور ٹیکسی کا

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

نمبر اسکے ذہن میں تھا اور اسے امید تھی کہ وہ اس ٹیکسی کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اسی طرح اس جوڑے کی آیندہ منزل کا پتہ چلایا جاسکتا تھا اس نے کار کا رخ گرین ایرو ٹیکسی کمپنی کے دفتر کی طرف موڑ دیا۔ ٹیکسی گرین ایرو کمپنی کی ملکیت تھی اور اسے معلوم تھا کہ وہاں سے وہ ٹیکسی کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا تھا۔

جلد ہی وہ ٹیکسی کے دفتر پہنچ گیا۔ وہاں موجود مینجر نے بڑی خوشدلی سے اس کا استقبال کیا۔

آپ کی کمپنی کی ایک ٹیکسی نمبر سولہ سترہ میں میرے ایک غیر ملکی دوست ہوٹل فائیو سٹار سے کہیں گئے ہیں۔ مجھے چونکہ ان سے ایک انتہائی ضروری کام سے ملنا ہے اس لئے میں ان کی آیندہ کال کا انتظار نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اس ٹیکسی ڈرائیور سے مجھے ملوادیں تو میں اپنے دوست تک فوراً پہنچ جاؤں گا۔۔ کیپٹن شکیل نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"نمبر سولہ سترہ"۔۔ مینجر نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر اپنے سامنے رکھے ہوئے رجسٹر پر جھک گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔

"آپ کا کام ہو جائے گا۔۔۔ آپ بر وقت آئے ہیں۔۔ ٹیکسی ڈرائیور کا ٹائم ختم ہونے والا ہے۔۔ وہ دس پندرہ منٹ کے اندر دفتر رپورٹ کرے گا۔۔ تب آپ اس سے پوچھ لیں"۔۔۔ مینجر نے کہا۔

"بہت خوب! ۔۔۔ آپ کا بے حد شکریہ۔۔۔ میں اس کا یہیں انتظار کر سکتا ہوں"۔۔ کیپٹن شکیل نے لہجے کو مسرت آمیز بناتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور۔۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے"۔۔؟ مینجر نے خوش دلی سے کہا۔

"نہیں۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ شکریہ"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور پھر قریب پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھا کر دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان دفتر میں داخل ہوا تو مینجر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"قاسم۔۔۔ یہ صاحب تم سے ملنے کے لئے کافی دیر سے انتظار کر رہے ہیں"۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"مجھ سے"۔۔۔ آنے والے نے چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا۔ جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"آپ ٹیکسی نمبر سولہ سترہ چلاتے ہیں"۔۔۔؟ کیپٹن شکیل نے آنے والے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں۔۔! کیوں"۔۔؟ نوجوان نے چونک کر پوچھا۔ اسکے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"ارے قاسم!۔۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔۔ انہیں اپنے ایک دوست کا پتہ چاہیے تھا جسے تم نے ہوٹل فائیوسٹار سے لیا ہے"۔۔۔ مینجر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ وہ غیر ملکی جوڑا"۔۔۔ قاسم نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! وہ میرا دوست ہے اور مجھے اس سے انتہائی ضروری کام پڑ گیا ہے۔۔ میں نے اسے فوری ملنا ہے۔۔۔ آپ کی مہربانی ہوگی"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے اس کی کیا ضرورت ہے"۔۔ ڈرائیور نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا مگر اس نے نوٹ لے لیا۔

"کوئی بات نہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے غیر ملکی جوڑے کو ہوٹل سی ویو میں ڈراپ کیا تھا"۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"شکریہ! بس اب میں اس سے مل لوں گا"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ مینجر اور ڈرائیور سے ہاتھ ملا کر دفتر سے باہر نکل آیا۔ اب اس کی رخ ہوٹل سی ویو کی طرف تھا۔

ہوٹل سی ویو پہنچ کر اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"مسٹر جوزف اپنی ساتھی کے ساتھ ابھی یہاں پہنچے ہیں۔۔ کیا وہ اس وقت اپنے کمرے میں ہیں"۔۔؟ کیپٹن شکیل نے ایک بڑا نوٹ بڑی خاموشی سے کاؤنٹر مین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کاؤنٹر مین نے ایک لمحے کے تذبذب کے بعد نوٹ لے لیا اور پھر کہنے لگا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"مسٹر جوزف نہیں بلکہ مسٹر اینڈ مسز ٹیلر ابھی ابھی یہاں آئے ہیں۔۔۔غیر ملکی ہیں۔۔۔روم نمبر الیون تھرڈ فلور"۔۔کاؤنٹر مین نے دبے لہجے میں کہا۔

"مسز ٹیلر کے بال سنہری ہیں اور شولڈر کٹ ہیں۔۔۔وہی ناں۔۔؟ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہاں ہاں۔۔بالکل وہی"۔۔کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر مین کچھ کہتا۔ کیپٹن شکیل اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ایک بار انہیں دیکھ کر تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ ویسے نام کی تبدیلی پر کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ کوئی ایسا شخص جس میں ایکسٹو دلچسپی لے رہا ہو ایک عام آدمی ہر گز نہیں ہو گا۔

تھرڈ فلور پر جیسے ہی لفٹ رکی۔۔کیپٹن شکیل باہر نکلا تو اسی لمحے کمرہ نمبر گیارہ سے ایک غیر ملکی نوجوان اور لڑکی باہر نکلے اور سیدھے لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کیپٹن شکیل نے پہچان لیا وہ یہ وہی جوڑا ہے۔ مگر وہ رکا نہیں بلکہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب یہ جوڑا لفٹ میں داخل ہو گیا تو کیپٹن شکیل واپس مڑا اور لفٹ کے دروازے پر رک گیا۔ اس نے لفٹ رکتے ہی اس کا نمبر دبا دیا۔ چند لمحوں بعد لفٹ واپس آ گئی اور کیپٹن شکیل واپس ہال میں پہنچ گیا۔

غیر ملکی جوڑا ہال میں سے باہر جا چکا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل خاموشی سے ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے انہیں ایک ٹیکسی میں بیٹھتے دیکھا تو سیدھا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ کار میں بیٹھا بڑی احتیاط سے ٹیکسی کا تعاقب کر رہا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ہوٹل گلریز کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ کیپٹن شکیل نے بھی کار پارکنگ میں روکی اور جب وہ غیر ملکی ٹیکسی سے اتر کر ہال میں داخل ہو گئے تو کیپٹن شکیل نے جیب سے ایک چپٹا سا باکس نکالا اور پھر بیک مرر میں دیکھ کر ہلکے ہلکے ٹچ چہرے پر لگانے لگا۔ اس نے میک اپ کی تبدیلی ضروری سمجھی تھی کہ غیر ملکی اسے قریب سے دیکھ چکا تھا۔ اور ہو سکتا تھا کہ دوبارہ دیکھنے پر چونک

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

جائے۔ میک اپ کر کے اس نے کوٹ الٹا پہن لیا۔ کوٹ ڈبل سائیڈ ڈ تھا اس لئے اب کیپٹن شکیل کو اطمینان تھا کہ وہ غیر ملکی اسے نہیں پہچان سکے گا۔

وہ کار سے اتر کر سیدھا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر وہ جوڑا اسے کہیں بھی نظر نہ آیا۔ وہ چونک پڑا۔

اسے خدشہ ہوا کہ کہیں وہ تعاقب سے باخبر ہو کر اسے ڈاج نہ دے گئے ہوں۔

مگر وہ جانتا تھا کہ اس ہوٹل کا عقبی گیٹ نہیں ہے۔ اس لئے یہی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ وہ کسی کمرے میں چلے گئے ہوں۔

کچھ سوچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ بوائے نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر لیا اور پھر سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

کیپٹن شکیل نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک نوٹ نکال کر اس لفٹ بوائے کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی ایک غیر ملکی جوڑا لفٹ میں سوار ہوا ہے۔ کونسی منزل پر اترا ہے"۔۔۔؟

"ساتویں منزل"۔۔۔ لفٹ بوائے نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی لفٹ کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ اوپر جانے لگی۔

کیپٹن شکیل اب سوچ رہا تھا کہ وہ ساتویں منزل کے کونسے کمرے میں ہوں گے۔ اس کا پتا کیسے چلایا جائے کہ لفٹ مین نے لفٹ کا دروازہ کھول دیا اور کیپٹن شکیل خاموشی سے ساتویں منزل پر اتر گیا۔

اس نے ایک نظر منزل کی گیلری پر ڈالی وہاں تقریباً تیس کے قریب کمرے تھے۔ گیلری خالی پڑی ہوئی تھی۔ منزل کا بیرہ یا تو کسی کمرے کے اندر تھا یا پھر نیچے گیا ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل یوں ٹہلتا ہوا گیلری کے بائیں طرف بڑھنے لگا جیسے وہ کمرے میں بیٹھا بیٹھا اکتا کر باہر ٹہلنے نکل آیا ہو۔

PK7E@HOTMAIL.COM

اور پھر یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ جیسے ہی وہ کمرہ نمبر ۱۵ کے سامنے سے گزرا اسی لمحے اس کمرے کا دروازہ کھلا اور ویٹر خالی ٹرے ہاتھ میں اٹھائے باہر نکل آیا اور کیپٹن شکیل نے ایک لمحے میں کمرے میں جھانک لیا۔ اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا کیوں کہ اس نے کمرے میں موجود سنہرے بالوں والی کو پہچان لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ غیر ملکی جوڑا کمرہ نمبر ۱۵ میں ہی موجود ہے۔

ویٹر کیپٹن شکیل کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا مگر کیپٹن شکیل بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

ویٹر نے کچھ دیر سوچ کر کندھے جھٹکے اور پھر تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا چلا گیا۔

اس کے نیچے جاتے ہی کیپٹن شکیل سانپ کی سی تیزی سے واپس مڑا اور پھر پنجوں کے بل چلتا ہوا کمرہ نمبر ۱۵ کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے جھک کر ہول سے آنکھ لگا دی مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیکھتا۔ کمرے کا دروازہ ایک زوردار جھٹکے سے کھلا اور کیپٹن شکیل کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے سر پر ایٹم بم کا دھماکہ کر دیا گیا ہو۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

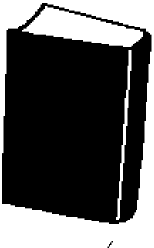

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر اسے سامنے بیٹھے بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"واقعی خطرناک مجرموں میں سے ایک ہے"۔

"ویسے کمال کی بات ہے کہ ایک آدمی پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز کو انگلیوں پر نچاتا پھر رہا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"ہاں۔۔باگوپ ایسا ہی مجرم ہے۔۔۔میک اپ کا ماہر۔۔۔اس لیے آج تک اس کی اصل شکل کے بارے میں کوئی نہیں جان سکا۔انتہائی چالاک۔۔۔عیار۔۔۔اور عقلمند۔۔۔سچے نشانے کا مالک۔۔۔غرضیکہ دلچسپ مجرم ہے"۔۔عمران نے باگوپ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"ایسٹرن اسٹیٹ کے سیکرٹ سروس کے نمائندے زکریا نے اس کی محبوبہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیا وہ محبوبہ بھی ہر وقت میک اپ میں رہتی ہو گی"۔۔! بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ تو سر جھاڑ منہ پہاڑ پھرتی ہو گی۔۔۔میرا خیال ہے کہ تمارا دماغ بھی اب کالے صفر میں تبدیل ہو گیا ہے۔ بھلا ہو محبوبہ اور میک اپ نہ کرے۔۔یہاں تو دادیاں اور نانیاں میک اپ سے باز نہیں آتیں"۔۔عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔۔! میرا مطلب دوسرے میک اپ سے تھا۔بناؤ سنگھار والے میک اپ سے نہیں"۔۔۔بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میک اپ دوسرا ہو یا تیسرا میک اپ ہی ہوتا ہے"۔۔۔عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہے۔ پھر اچانک اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور ریسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"پی۔اے ٹو سیکرٹری وزارت دفاع"۔۔دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکینگ۔۔۔سیکرٹری صاحب سے بات کراؤ"۔۔۔عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ایک سکینڈ ہولڈ کیجئے جناب"۔۔۔دوسری طرف سے پی اے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو اکرام سپیکینگ"۔۔۔ایک لمحے بعد سیکرٹری کی باوقار آواز ریسیور میں ابھری۔

"ایکسٹو دس اینڈ"۔۔۔عمران نے جواب دیا۔

"فرمائیے مسٹر ایکسٹو۔۔۔کیسے یاد کیا"۔۔؟ سیکرٹری نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"آپ کے پاس ان ملازمین کی فائل موجود ہو گی ج اسٹرانگ روم میں کام کرتے ہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ میری دراز میں موجود ہے"۔۔ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"آپ اس کھول لیں اور یہ دیکھ کر بتائیں کہ کوئی ایسا نوجوان وہاں ملازم ہے جس کی ناک پر کراس کی شکل کا زخم ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہتر۔۔۔ میں ابھی بتاتا ہوں"۔۔ سیکرٹری نے جواب دیا۔ پھر رسیور پر چند لمحے خاموشی طاری رہی۔

"مسٹر ایکسٹو"۔۔۔ سیکرٹری کی آواز ابھری۔

"یس"۔۔ عمران نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا ملازم موجود ہے۔ یہ اسٹرانگ روم سیکشن ڈی کا انچارج ہے۔ اس کا نام مظفر بیگ ہے"۔۔ سیکرٹری نے بتایا۔

"اس کا پتہ اور حلیہ بتا دیجئے"۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"عمر پنتیس سال۔۔۔ گندمی رنگ۔۔ ناک پر کراس کی صورت میں زخم کا نشان۔۔ بال ہلکے گھنگریالے۔۔ آنکھوں کا رنگ بادامی۔۔۔ پانچ فٹ چھ انچ قد۔۔۔ سڈول جسم۔۔۔ رہائش ۲۵ سیٹلائٹ ٹاؤن"۔۔۔ سیکرٹری نے فائل پڑھتے ہوئے بتایا۔

"تھینک یو۔۔ یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ گفتگو کسی تیسرے کے کانوں تک نہیں پہنچنی چاہیے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں میں سمجھتا ہوں۔۔ مگر کیا اپنے طور پر پوچھ سکتا ہوں کہ مظفر بیگ کس جرم میں ملوث ہے"۔۔۔ سیکرٹری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔۔ بائی بائی"۔۔ عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"یہ مظفر بیگ کہاں سے ٹپک پڑا"۔۔۔بلیک زیرو جو اب تک خاموش بیٹھا تھا۔ عمران کے ریسیور رکھتے ہی بول پڑا۔

"بس یوں سمجھ لو کہ میں نے تمارے باگوپ کا پتہ چلا لیا ہے"۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پتہ چلا لیا ہے۔۔ کیا مطلب۔۔۔ کہا ہے وہ"۔۔۔؟ بلیک زیرو ششدر رہ گیا۔

"میری جیب میں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسرے طرف کیپٹن شکیل تھا۔

عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے اسے مسٹر جوزف اور اس کی ساتھی کی نگرانی کی ہدایات دیں۔اور پھر اس سے رابطہ کاٹ کر اس نے صفدر کے نمبر ڈائل کیئے۔

"صفدر سپیکینگ"۔۔۔دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔ صفدر کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم سیکشن ڈی کے انچارج مظفر بیگ کی مکمل نگرانی چاہتا ہوں۔اس کی رہائش گاہ ۲۵ سیٹلائٹ ٹاؤن ہے۔

اور خاص پہچان یہ ہے کہ اس کی ناک پر کراس شکل میں زخم کا نشان موجود ہے"۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر"۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اگر ضرورت پڑے تو دوسرے ممبران کو بھی کال کر لینا۔ میں انہیں الرٹ کر دوں گا"۔۔ عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"بلیک زیرو۔۔۔! کیپٹن شکیل کے علاوہ دوسرے ممبران کو الرٹ کر دینا کہ صفدر انہیں کال کرے تو وہ فوراً حرکت میں آجائیں"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے بلیک زیرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"ٹھیک ہے جناب"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"شاید آج رات ہی کو باگوپ بے گوپ بن جائے"۔۔۔ عمران بڑبڑاتے ہوئے بولا اور پھر اٹھ کر کمرے سے باہر جانے لگا۔

بلیک زیرو نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور ممبران کے نمبر ڈائل کر کے انہیں الرٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

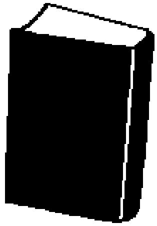

عمران اور منیجر کے کمرے سے جانے کے بعد چند لمحوں تک تو جوزف اور اینڈریا بت بنے بیٹھے رہے۔
عمران کی ٹائپ ان دونوں کے حلق سے نیچے نہیں اتر رہی تھی۔ پھر جوزف ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ عمران مشکوک آدمی ہے۔ مجھے یہ انتہائی چالاک اور عیار شخص معلوم ہوتا ہے"۔۔۔ جوزف نے ہونٹوں پر داشت جماتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمارا اندازہ غلط معلوم ہو رہا ہے۔ یہ ان بے شمار احمقوں میں سے ایک معلوم ہوتا ہے جو ایشیائی ملکوں میں بستے ہیں۔ بے وقوف احمق جو شائد صرف مجھے دیکھنے اور متوجہ کرنے کے لئے یہاں تک دوڑا چلا آیا "۔۔اینڈریا نے جواب دیا۔

جوزف کچھ دیر کھڑا سوچتا رہا۔ اور پھر اس نے کمرے کا دروازہ کھول کر ایک نظر ادھر ادھر دیکھا۔ گیلری سنسان پڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ اس نے دروازہ اچھی طرح بند کر

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

لیا۔ ایک کاغذ گول کر کے اسے کی ہول میں پھنسادیا۔ اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا الماری میں رکھے ہوئے اپنے سوٹ کیس کی طرف بڑھ گیا۔

سوٹ ی کھول کر اس نے اس میں موجود تمام چیزیں نکال کر باہر رکھ دیں۔ اور پھر سوٹ کیس کے پیندے کو ایک مخصوص جگہ سے دبایا۔ پیندا کسی ڈھکن کی طرح ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ دوسرے خانے میں چھوٹا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا ڈائل گھمانا شروع کر دیا۔ جب چھوٹی سوئی ایک مخصوص نمبر پر پہنچی تو اس نے بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر ٹرانسمیٹر پر موجود سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ٹیلی سٹار انفارمیشن اوور"

"باگوپ سپیکینگ اوور"۔۔۔ جوزف نے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ ایسا لہجہ جس میں غراہٹ بھی شامل تھی۔

"یس باس اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے آواز یکدم مودبانہ ہو گئی۔

پاکیشیا کے انٹیلی جنس ڈائریکٹر سر رحمان کے لڑکے علی عمران کے متعلق رپورٹ چاہیے۔ جو سپرنٹنڈنٹ انٹیلیجنس فیاض کے ساتھ کام کرتا ہے اور بظاہر انتہائی احمق معلوم ہوتا ہے۔ اوور"۔۔۔ جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس۔۔ چند منٹ بعد آپ کو کال کروں گا۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔۔ جوزف نے کہا اور پھر بٹن آف کر دیا۔

"تم خواہ مخواہ وہم میں پڑ گئے ہو جوزف۔۔۔ وہ انٹیلیجنس ڈائریکٹر کا بیٹا ضرور ہو گا مگر ہے عقل سے خالی"۔۔۔ اینڈریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"تم خاموش رہو۔۔ کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔۔ میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں" ۔۔۔ جوزف جو درحقیقت باگوپ ہی تھا۔ اس نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں اینڈریا کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اینڈریا اس کا لہجہ بدلتے دیکھ کر سہم سی گئی۔

باگوپ پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتا رہا۔ اس شدت سے ٹیلی سٹار کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ٹیلی سٹار کے پاس عمران کے متعلق مکمل معلومات موجود ہوں گی۔ ٹیلی سٹار مجرموں کی بین الاقوامی تنظیم تھی۔ جس میں انفارمیشن کا وسیع شعبہ موجود تھا۔ اس شعبے میں جرائم کی دنیا سے تعلق رکھنے والے چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے شخص کے متعلق ہر قسم کی معلومات موجود ہوتی تھی۔ اور چونکہ باگوپ اس تنظیم کی سنٹرل کمیٹی کا رکن تھا اس لئے وہ ٹیلی سٹار سے ہر قسم کی معلومات فوری طور پر حاصل کرنے کا حق رکھتا تھا۔ اور سنٹرل کمیٹی کا رکن ہونے کی وجہ سے تنظیم میں باس کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب خود بخود جل اٹھا اور اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئیں۔۔ باگوپ نے لپک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"یس باگوپ سپیکنگ اوور"

"ٹیلی سٹار انفارمیشن اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا رپورٹ ہے اوور"۔۔۔؟ باگوپ کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی۔

"باس۔۔ پاکیشیا کا علی عمران دنیا کا خطرناک ترین جاسوس شمار ہوتا ہے۔ بے شمار نامی گرامی مجرموں کی گردنیں توڑ چکا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق اور قطعی بے ضرر قسم کا شخص دکھائی دیتا ہے لیکن درحقیقت خوفناک حد تک ذہین اور چالاک و عیار شخص ہے۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کی امداد بھی کرتا ہے۔ اس سے انتہائی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اوور"۔۔۔ ٹیلی سٹار نے عمران کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا رہائشی پتہ معلوم ہے اوور"۔۔؟ باگوپ نے پوچھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"ہاں یہ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر بارہ میں رہتا ہے۔ مگر وہاں اس کا ہر وقت دستیاب ہونا مشکل ہے اوور"۔۔ ٹیلی سٹار کی طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے۔۔۔ تھینک یو۔اوور اینڈ آل"۔۔ باگوپ نے پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے دوبارہ سوٹ کیس کے خفیہ خانے میں رکھ دیا۔ پھر اس نے سامان واپس سوٹ کیس میں رکھا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

"میں اپنی رائے پر معافی چاہتی ہوں۔ واقعی تماری نظریں بہت دور تک دیکھ سکتی ہیں"۔۔۔ اینڈریا نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو اینڈریا۔۔۔ ہمیں فوراً یہ کمرے چھوڑنا ہو گا"۔۔۔ باگوپ نے اس کی بات پر تبصرہ کرنے کی بجائے کہا اور اینڈریا بجلی کی تیزی سے اٹھکر سامان سمیٹنے میں مصروف ہو گئی۔

چند ہی لمحوں میں وہ تیار ہو گئے۔ باگوپ نے اپنا اور اینڈریا نے اپنا سوٹ کیس سنبھال رکھا تھا۔

وہ دونوں کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچے اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔

کاؤنٹر مین نے اتنی جلدی کمرہ چھوڑنے پر حیرت کا اظہار کیا مگر ظاہر ہے انہیں وہ روک تو نہیں سکتا تھا۔ باگوپ نے ہوٹل سے باہر آکر ایک ٹیکسی روکی اور پھر اسے ہوٹل سی ویو چلنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی نے انہیں ہوٹل سی ویو میں ڈراپ کر دیا۔ یہ ہوٹل چونکہ شہر سے کافی فاصلے پر تھا اس لئے اس میں کمرے ہر وقت مل جاتے تھے۔ چنانچہ انہیں بھی تھرڈ فلور پر کمرہ مل گیا اور پورٹر نے ان کا سامان کمرہ نمبر گیارہ میں پہنچا دیا۔

باگوپ نے اپنی فطرت کے مطابق پورے کمرے کی تلاشی لی کہ کہیں کوئی خفیہ مائیکروفون یا کیمرہ موجود نہ ہو۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ابھی وہ براہ راست مقابلے کی زد میں نہیں آیا تھا۔ مگر پھر بھی وہ اپنی فطرت کے ہاتھوں مجبور تھا۔

"کیوں نہ مظفر بیگ کو یہیں بلوا لیں"۔۔؟ اینڈریا نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"نہیں۔۔۔ میں اسے اپنا ٹھکانہ نہیں دکھانا چاہتا۔ اور دوسری بات کہ ہو سکتا ہے وہ مشکوک ہو گیا ہو اور اس کی نگرانی ہو رہی ہو"۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

"پھر تو ہمارا بھی وہاں جانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"۔۔۔ اینڈریا نے اس پہلو پر سوچتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو۔۔۔ میں نے سب پروگرام بنالیا ہے۔ اگر یہ عمران میرے راستے میں آیا تو اسے بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کا مقابلہ باگوپ سے ہے۔ جو اپنے دشمن کو حقیر مکھی کی طرح مسل دیتا ہے"۔۔۔ باگوپ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد باگوپ نے ٹیلی فون پر کاؤنٹر مین سے ٹیکسی منگوانے کے لئے کہا اور جب ٹیکسی آنے کی اطلاع ملی تو وہ دونوں اٹھ کر کمرے سے باہر آگئے اور چند لمحوں بعد ان کی ٹیکسی انہیں ہوٹل گلریز میں لے آئی۔

باگوپ بے حد چوکنا تھا مگر اسے کہیں بھی کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔

مظفر بیگ نے ہوٹل فائیو سٹار کے گیم روم میں انہیں یہیں ملنے کے لئے کہا تھا چنانچہ ٹھیک وقت پر انہوں نے ساتویں منزل کے کمرہ نمبر ۱۵ پر دستک دی۔ دروازہ فوراً کھل گیا اور گیا اور وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔

"آپ بالکل صحیح وقت پر آئے"۔۔۔ مظفر بیگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ مگر اب وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ مجھے کام دو اور اپنی رقم سنبھالو"۔۔۔ باگوپ نے سخت لہجے میں کہا۔

"رقم آپ لے آئے ہیں"۔۔۔؟ مظفر بیگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسیور پر شراب کا آرڈر دے دیا۔

"ہاں۔۔۔ رقم بیگ میں ہے"۔۔۔ باگوپ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مظفر بیگ نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور باگوپ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا۔

"یہ لیجیئے آپ کا کام بھی مکمل ہے"۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

باگوپ نے جھپٹ کر لفافہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اور پھر اس میں سے کاغذات نکال لئے۔ یہ تین چار فوٹو کاپیاں تھیں۔ باگوپ نے چند لمحے بغور انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے سر اٹھا کر مظفر بیگ سے پوچھا۔

"یہ تو کوڈ ورڈز میں ہیں"

"جی ہاں۔۔۔ ایسی فائلیں ہمیشہ کوڈ ورڈز میں ہی ہوتی ہیں"۔۔۔ مظفر بیگ نے اطمینان سے جواب دیا۔

"مگر یہ کوڈ تو کچھ نئی قسم کا ہے۔ ایسا کوڈ میری نظر سے پہلے نہیں گزرا"۔۔ باگوپ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔۔ ہر ملک کا کوڈ اپنا ہوتا ہے"۔۔۔ مظفر بیگ نے جواب دیا۔

"اور اس کوڈ کی "کی" کہاں ہے"۔۔؟ باگوپ نے کہا۔

"کی" اسٹرانگ روم میں نہیں ہوتی۔ وہ کہیں اور رکھی جاتی ہے اور اس کا علم سوائے سیکرٹری وزارت دفاع کے اور کسی کو نہیں ہوتا"۔۔ مظفر بیگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم نے اپنا کام کر دیا ہے اس لئے تم اس رقم کے حقدار ہو۔۔۔ یہ بیگ سنبھال لو"۔۔۔ باگوپ نے لفافہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ مظفر بیگ نے دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ویٹر تھا۔ اس نے ٹرے میں رکھے ہوئے جام ان کے سامنے رکھے اور پھر واپس مڑ گیا۔ باہر نکل کر اس نے دروازہ بند کیا تو باگوپ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے اس کی چٹخنی لگانی چاہی مگر اس کا ہاتھ اوپر اٹھا کا اٹھا رہ گیا۔ اسے احساس ہوا کہ کوئی شخص پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کے سامنے رکا ہے۔ اس نے بڑی آہتگی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اب اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

ریوالور اور اس نے نالی کی طرف سے پکڑا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک زوردار جھٹکے سے دروازہ کھولا اور اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس آدمی کی کھوپڑی پر پڑا جو کی ہول سے آنکھ لگائے ہوئے تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

ریوالور کا دستہ مارتے ہی باگوپ نے ایک جھٹکے سے اسے کمرے کے اندر کھینچ لیا۔ وہ آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔ باگوپ نے دروازہ کھول کر ایک نظر ڈالی اور پھر چٹخنی لگا کر اندر آ گیا۔

بے ہوش آدمی قالین پر پڑا ہوا تھا۔ اور مظفر بیگ اور اینڈریا دونوں حیرت سے بت بنے اسے دیکھ رہے تھے۔

باگوپ نے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالی تو چونک پڑا۔

"اوہ۔۔۔ یہ تو ہوٹل فائیو سٹار سے ہمارے تعاقب میں ہے۔"۔۔ باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔؟ اینڈریا نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ہوٹل فائیو سٹار کے کمپاؤنڈ گیٹ پر اس کی شکل دیکھی تھی۔ پھر جب ہم اپنے دوسرے ہوٹل کے کمرے سے نکلے تھے تو یہ بھی لفٹ سے باہر آیا تھا۔ اس وقت میں نے خیال نہیں کیا تھا"۔۔ باگوپ نے کہا۔

"اب کیا ہو گا"۔۔؟ مظفر بیگ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ خوف کے مارے اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

" گھبراؤ مت۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا" ۔۔۔ باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا پانی کا جگ اٹھا کر بے ہوش شخص جو کہ کیپٹن شکیل تھا کے چہرے پر الٹ دیا۔

پانی پڑتے ہی کیپٹن شکیل کسمسایا اور دوسرے ہی لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ باگوپ نے اس کی کنپٹی سے ریوالور کی نال لگاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"خبردار۔۔۔ اگر کوئی حرکت کی تو بے آواز گولی کھوپڑی میں اتار دوں گا"۔

کیپٹن شکیل خاموش رہا۔ ہوش میں آنے کے چند لمحوں بعد تک تو اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھرے تھے مگر اب وہ مطمئن تھا۔

" تمہیں کس نے میرے پیچھے لگایا ہے"۔۔؟ باگوپ نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے پوچھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میرے دوست۔۔۔ میں تمہارے پیچھے نہیں بلکہ تمہاری ساتھی کے پیچھے یہاں آیا ہوں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب" ۔۔؟ باگوپ کے ساتھ ساتھ اینڈریا بھی چونک پڑی۔۔ وہ بھی لیڈیز ریوالور ہاتھ میں پکڑے کھڑی تھی۔

"بس اپنی اپنی طبعیت ہے۔ مجھے تمہاری ساتھی پسند آ گئی۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے یہاں تک آ گیا کہ شاید لفٹ مل جائے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سامنے کھڑی اینڈریا پر جم گئی تھیں۔

"تم مجھے ڈاج دینے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔ ٹھیک ہے پھر چھٹی کرو"۔۔۔ باگوپ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھانا چاہا مگر اسی لمحے کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔ اینڈریا نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ریوالور سے گولی چلانی چاہی مگر عین اسی لمحے مظفر بیگ نے پوری قوت سے اس کے ہاتھ پر ریوالور مارا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

اب مظفر بیگ کے ہاتھوں میں بھی ریوالور چمک رہا تھا۔

"خبردار! اگر کسی نے حرکت کی"۔۔۔ مظفر بیگ نے بدلی ہوئی آواز میں کہا اور کیپٹن شکیل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور مظفر بیگ نے اسے آنکھ مار دی۔ کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔ مظفر بیگ کے روپ میں عمران وہاں موجود تھا۔

باگوپ کا ریوالور کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں تھا اور وہ خالی ہاتھ کھڑا یوں پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے الو کو کسی نے پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا ہو۔ اینڈریا بھی خاموش کھڑی تھی۔

اس کے چہرے پر الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"تشریف رکھیئے مسٹر جوزف!۔۔۔ آپ نے مجھے معافی نہیں دی تھی۔ اس لئے مجھے دوبارہ آنا پڑا"۔۔ عمران نے باگوپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور باگوپ اس کی بات سن کر یوں اچھلا جیسے اس کے پیر پر بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

"تم۔۔۔ علی عمران"۔۔۔اس نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔۔۔ مسٹر جوزف عرف باگوپ۔۔۔ میں ہی علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی آکسن ہوں۔ جسے آپ نے معافی نہیں دی تھی"۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ باگوپ کچھ کہتا۔۔ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"کون ہے"۔۔۔؟ عمران نے مظفر بیگ کی آواز میں پوچھا۔

"ویٹر سر"۔۔۔ دروازے کے باہر سے آواز آئی۔

"دروازہ کھول دو کیپٹن شکیل۔۔۔ اپنا صفدر ریار ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا۔

کیپٹن شکیل تیزی سے دروازے کی طرف مڑا اور عین اسی لمحے اینڈریا بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور اس نے پوری قوت سے لات عمران کے اس ہاتھ پر ماری جس میں اس نے ریوالور تھام رکھا تھا۔

مگر مقابل میں عمران تھا۔ وہ تیزی سے پہلو بچا گیا۔

اور عین اسی لمحے باگوپ نے بھی یک دم چھلانگ لگائی اور کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا عین دروازے پر موجود کیپٹن شکیل اور ویٹر سے ٹکرایا اور وہ تینوں دروازے سے باہر جا گرے۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ باگوپ یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے اس کے پاؤں میں سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ وہ بجلی کی تیزی دوڑتا ہوا سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں اس کے تعاقب میں دوڑے۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

ادھر جیسے ہی عمران نے اینڈریا کا وار بچایا۔ اسی لمحے اس کی توجہ باگوپ کی طرف ہو گئی جس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔ اینڈریا نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور اچھل کر عقبی کھڑکی پر پہنچ گئی۔

"خبردار"۔۔۔ عمران تیزی سے اس کی طرف مڑا۔ مگر وہ تو دوسرے لمحے کھڑکی سے یوں غائب ہو گئی جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئی ہو۔

عمران دوڑ کر کھڑکی کی طرف بڑھا اور اس نے کھڑکی کی چوکھٹ پکڑ کر نیچے جھانکا دوسرے لمحے اس کے منہ سے طویل سانس نکل گئی۔

کھڑکی کے ساتھ ہی فلش پائپ نیچے جا رہا تھا اور اینڈریا اس پائپ سے چمٹی بجلی کی تیزی سے نیچے کھسکتی چلی جا رہی تھی۔ جب عمران نے اسے دیکھا تو وہ ساتویں منزل سے تیسری منزل تک پہنچ چکی تھی۔

عمران اگر چاہتا تو اس یہیں سے نشانہ بنا سکتا تھا۔ مگر اس نے کچھ سوچ کر اپنا ہاتھ روک لیا اور کمرے کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

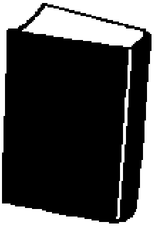

باگوپ تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا چھٹی منزل پر آیا اور پھر مزید نیچے اترنے کی بجائے وہ چھٹی منزل کی راہداری میں مڑ گیا۔

جیسے ہی وہ راہداری میں مڑا اسی لمحے اس نے ایک نوجوان لڑکی کو ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جاتے دیکھا۔ ابھی لڑکی اندر داخل ہو کر دروازہ بند کرنے کے لئے مڑی ہی تھی کہ باگوپ لپک کر اندر داخل ہو گی۔ لڑکی نے احتجاج کرنا چاہا مگر باگوپ کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور لڑکی کنپٹی پر مکہ کھا کر بغیر کوئی آواز نکالے قالین پر جا گری۔ باگوپ نے فوراً دروازہ بند کر کے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ اسی لمحے اس نے کیپٹن شکیل اور ویٹر کو سیڑھیاں اتر کر چھٹی منزل پر آتے دیکھا۔ انہوں نے ایک نظر چھٹی منزل کی

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

راہداری پر ڈالی اور پھر ویٹر تو تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ جب کہ کیپٹن شکیل لفٹ کے کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔

ان کے جانے کے بعد باگوپ اطمینان کی سانس لے کر مڑا اور پھر لڑکی کی طرف ایک نظر دیکھا۔ لڑکی قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ باگوپ تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ اور اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر اس میں موجود سیال ہاتھوں پر ڈال کر چہرے پر ملنے لگا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے سے مومی ٹکرے اکھڑنے لگے۔ وہ ان مومی ٹکروں کو اکٹھا کرتا چلا گیا۔

سب مومی ٹکرے اتار کر اس نے انہیں دوبارہ چہرے پر مختلف انداز میں جمانا شروع کر دیا۔ مومی ٹکرا چہرے پر جما کر وہ ہاتھ سے مخصوص انداز میں تھپکی دیتا اور پھر دوسرا ٹکرا جمانے میں مصروف ہو جاتا۔ تقریباً پانچ منٹ کے قلیل عرصے میں وہ ٹکروں کو مختلف انداز میں چپکا چکا تھا۔ اب اس کے چہرے کی ساخت پہلے کی نسبت قطعی بدل چکی تھی۔ اس نے ہونٹوں پر موجود گھنی مونچھیں اتار کر جیب میں ڈال لیں اور سر پر موجود وگ الٹ کر پہن لی۔ اب اس کے بالوں کا رنگ سنہرا ہونے کی بجائے گہرا سیاہ ہو گیا تھا۔ اور یہی حشر اس نے اپنی پتلون کے ساتھ کیا۔ اب اس کی پتلون اور کوٹ دونوں کا رنگ بدل چکا تھا۔

اس حلیئے اور لباس میں دیکھ کر کوئی محسوس نہیں کر سکتا تھا کہ وہ چند لمحوں پہلے والا باگوپ ہے۔

باتھ روم سے باہر نکل کر وہ کمرے میں آیا۔ لڑکی ابھی تک قالین پر بے ہوش پڑی تھی۔ اس نے لڑکی کو اٹھا کر بستر پر ڈالا اور اس پر لحاف ڈال کر وہ دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ اور پھر نیچے جانے کی بجائے وہ دوبارہ ساتویں منزل کو جانے والی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اسے اینڈریا کی فکر تھی کہ شاید وہ ابھی تک عمران کے پنجے میں پھنسی ہوئی ہے۔

جب وہ ساتویں منزل پر پہنچا تو اس نے کمرہ نمبر ۱۵ کا دروازہ کھلا دیکھا۔ کمرہ بالکل خالی تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جا چکے تھے۔ اینڈریا بھی غائب تھی۔ ایک نظر کمرے پر ڈال کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

چند لمحوں بعد وہ ہال میں پہنچ گیا تھا۔ اسے وہاں کہیں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی شکل دکھائی نہ دی۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"مجھے ایک کمرہ چاہیئے"۔۔۔ اس نے کاؤنٹر مین سے کہا اور کاؤنٹر مین نے رجسٹر اس کی طرف بڑھا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ اسی ہوٹل کے ایک کمرہ میں داخل ہو چکا تھا۔ ایسا اس نے اس لئے کیا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اسے تمام شہر میں تو ڈھونڈیں گے مگر انہیں یہ خیال نہیں آسکتا کہ وہ اسی ہوٹل میں موجود ہو گا۔

کمرے کی احتیاط سے تلاشی لینے کے بعد اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں کھینچا۔ فوراً ہی ڈائل پر سرخ رنگ کا ایک نقطہ چمکنے لگا۔ وہ خاموشی سے اس نقطے کو دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد سرخ نقطہ سبز میں تبدیل ہو گیا۔ اور اس نے گھڑی کو منہ سے لگا لیا۔

"ہیلو۔۔ جوزف سپیکینگ اوور"۔۔۔ اوور کہہ کر اس نے گھڑی کو کان سے لگا لیا۔

"اینڈریا سپیکینگ فرام دس اینڈ۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے اینڈریا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ اور باگوپ کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔

مومی میک اپ میں یہ خصوصیت تھی کہ یہ چہرے پر ابھرنے والی نفسیاتی کیفیات کو بھی باقاعدگی سے اجاگر کر دیتا تھا۔ اس لئے اس کا پہچان لیا جانا ناممکنات میں شامل تھا۔

"اینڈریا کیا پوزیشن ہے اوور"۔۔؟ باگوپ نے پوچھا۔

"میں کھڑکی کے راستے فرار ہو گئی تھی۔ اس وقت کالونی میں پے انگ گیسٹ کے طور پر موجود ہوں اوور"۔۔ اینڈریا نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔۔ میں بھی انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور اس وقت اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہوں اوور"۔۔۔ باگوپ نے بتایا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔ اوور"۔۔ اینڈریا نے پوچھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"میں اب براہ راست اسٹرانگ روم پر کام کروں گا۔۔تم کل شام نیشنل پارک میں ملو۔ کوڈ باگوپ اوور اینڈ آل"۔۔۔باگوپ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

اس نے ریسیور اٹھا کر ویٹر کو کافی لانے کے لئے کہا اور جیب سے شہر کا نقشہ نکال کر اپنے سامنے رکھ لیا۔ اور وہ اس نقشے کو بغور دیکھ رہا تھا کہ چند لمحوں بعد ویٹر نے دروازے پر دستک دی۔ باگوپ نے دروازے پر سے ہی اس سے برتن لے لئے اور دروازہ بند کر دیا۔

اب کافی پینے کے ساتھ ساتھ وہ وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم پر چھاپہ مارنے کی منصوبہ بندی پر غور کر رہا تھا۔

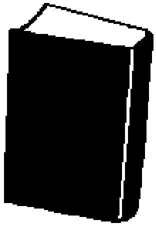

عمران جب آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو ریسیور کانوں کو لگائے کسی ممبر کی رپورٹ سن رہا تھا۔

عمران نے جس وقت کرسی سنبھالی اسی وقت بلیک زیرو نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کون تھا"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن شکیل رپورٹ دے رہا تھا۔ باگوپ انہیں کہیں بھی نظر نہیں آیا"۔۔۔بلیک زیرو نے بتلایا۔

"وہ نظر آ بھی نہیں سکتا۔۔ کیپٹن شکیل کو اب نظر کی عینک لگا لینی چاہیے"۔۔۔عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے ہے تو حیرت کی بات کہ وہ اچانک غائب ہو گیا ہے"۔۔۔بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بلیک زیرو! یہاں بیٹھے بیٹھے تمارے ذہن کو بھی زنگ لگتا جا رہا ہے۔ تم نے باگوپ کی فائل میں کیا پڑھا ہے کہ وہ میک اپ کا ماہر ہے اور آج تک کسی نے بھی اصلی شکل میں نہیں دیکھا"۔۔۔عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"مگر عمران صاحب! کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتے اترتے تو میک اپ اور لباس تبدیل نہیں ہو جاتا"۔۔ بلیک زیرو بھی باقاعدہ بحث میں اتر آیا۔

"ہو سکتا ہے کہ اسی ہوٹل کے کسی کمرے میں گھس گیا ہو اور وہیں اس نے میک اپ بدل لیا ہو"۔۔ عمران نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے صرف ذہن استعمال کرنے کی بات ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ٹیلی فون اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ٹائیگر کا لہجہ اس بار مودبانہ تھا۔

"ٹائیگر۔۔۔ وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم کے چوکیداروں میں شامل ہو جاؤ۔ اور تم نے چوکنا رہنا ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی حملہ ہو"۔۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"حملہ کی وضاحت کر دیجئے تو کام میرے لئے زیادہ آسان ہو جائے گا"۔۔ ٹائیگر نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"بس آنکھیں کھلی رکھنا"۔۔۔ عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

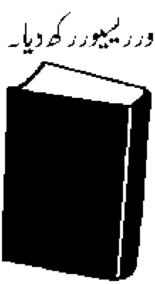

عمران کا فون کال کی ٹیپ سنائی جاتی ہے۔

"ہیلو۔ جوزف سپیکنگ اوور"۔۔۔ جوزف کی آواز آئی۔

"اینڈریا سپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے اینڈریا نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"اینڈریا کیا پوزیشن ہے اوور"۔۔؟ جوزف نے پوچھا۔

"میں کھڑکی کے راستے فرار ہو گئی تھی۔ اس وقت کالونی میں پے انگ گیسٹ کے طور پر موجود ہوں اوور"۔۔اینڈریا نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔۔ میں بھی انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اور اس وقت اسی ہوٹل کے ایک کمرے میں موجود ہوں اوور"۔۔۔ جوزف نے بتایا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔ اوور"۔۔اینڈریا نے پوچھا۔

"میں اب براہ راست اسٹرانگ روم پر کام کروں گا۔ تم کل شام نیشنل پارک میں ملو۔ کوڈ باگوپ اوور اینڈ آل"۔۔ جوزف کی طرف سے جواب ملا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز اور ٹیپ بند ہو گیا۔

"ہیلو"۔۔عمران نے ٹیپ بند ہوتے ہی کہا۔

"یس سر"۔۔۔دوسرے طرف سے جواب دیا گیا۔

"دونوں ٹرانسمیٹرز کی فریکونسیز نوٹ کراؤ"۔۔۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مردانہ آواز کی فریکونسی نارتھ ایسٹ چھبیس سائیکل زیرو ون۔۔۔ اور زنانہ آواز کی فریکونسی ساؤتھ ویسٹ الیون سائیکل ڈبل زیرو" ۔۔دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔اب ان فریکونسیز پر خصوصی توجہ دی جائے اور رپورٹ باقاعدگی سے ہونی چاہیے"۔۔ عمران نے کہا۔

"اوکے سر"۔۔دوسری طرف سے جواب ملا۔

اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"تو طاہر۔۔۔ میرا اندیشہ درست نکلا۔۔اب باگوپ براہ راست اسٹرانگ روم سے فائل نکالنے کا پروگرام بنا رہا ہے"۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"مگر سر۔۔۔اسٹرانگ روم پر حملے سے پہلے ہی انہیں کیوں نہ کور کر لیا جائے"۔۔ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے۔ ہوٹل میں موجود ہر گاہک کا میک اپ چیک کراؤ گے۔

اور پھر کیا یہ ضروری ہے کہ وہ رات تک ہوٹل کے کمرے میں ہی موجود رہے"۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"پھر نیشنل پارک کو ہی کور کیا جاسکتا ہے"۔۔ بلیک زیرو نے قدرے جھینپتے ہوئے کہا۔

"مگر نیشنل پارک میں شام کو تقریباً چھ سات سو جوڑے موجود ہوں گے۔

ایسا کرنا کہ وہاں مقابلہ حسن کا اعلان کرا دینا۔ جو مقابلہ جیت جائے بس اسے پکڑ لینا۔

کیوں ایسا ہی کرو گے نا"۔۔؟ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

بلیک زیرو پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔۔۔ وہ خاموش ہو گیا۔

"سنو بلیک زیرو۔۔۔ اپنا ذہن تیز رکھو۔ ہمارا مقابلہ ایک انتہائی شاطر اور خطرناک مجرم سے ہے اور مجھے اس بات کا بھی شبہ ہے کہ اس کا مشن صرف فائل حاصل کرنا ہے۔

اب ہمیں پوری توجہ اسٹرانگ روم پر دینی ہے۔

تم تمام ممبران کو الرٹ کر دو۔ میں سیکرٹری وزارت دفاع سے بات کر کے تمام پروگرام بنا لوں اور اس انداز میں ہم اسٹرانگ روم کو کور کریں گے کہ مجرم اس بار بچ کر نہیں جانا چاہیے"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"۔۔۔ بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میں اس آپریشن کی نگرانی کروں گا۔ تم نے جنرل چیکنگ کرنی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے باہر چلا گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

وزارت دفاع کا اسٹرانگ روم دفاتر سے ہٹ کر ایک علیحدہ بلڈنگ میں تھا۔ چونکہ یہاں اہم دفاعی فائیلیں موجود رہتی تھیں اس لئے اس عمارت پر پہرے کا انتہائی جدید نظام قائم کیا گیا تھا۔ عمارت کے اندرونی حصوں کو مکمل طور پر جدید ترین شعاعوں سے کور کر رکھا تھا اور بیرونی طرف تقریباً ایک سو کے قریب تربیت یافتہ فوجی چوکیدار موجود رہتے تھے۔ جن کے ہاتھوں میں ٹامی گنیں تھیں۔ اور وہ ایک قطار کی صورت میں مسلسل عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتے رہتے تھے۔ ان کی قطار کچھ اس طرح ترتیب دی گئی تھی کہ ان کا درمیانی وقفہ تقریباً تین فٹ رہتا تھا اور چونکہ وہ مسلسل گردش میں رہتے تھے اس لئے ان کے درمیان میں سے گزرنا ناممکنات میں سے تھا۔ اس کے علاوہ چاروں کونوں پر مستقل چوکیدار رہتے تھے۔ عمارت کی چھت کے چاروں کونوں پر طاقتور سرچ لائیٹس نصب تھیں جو مسلسل گردش کرتی رہتی تھیں۔ اس لئے ایک چڑیا بھی سپاہیوں کی نظر سے بچ کر عمارت تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔

رات کے دس بج چکے تھے۔ عمران عمارت سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک دیوار کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران جولیا کے علاوہ اسی طرح عمارت کے گرد اہم ناکوں پر موجود تھے۔ وہ سب کمپاؤنڈ وال کے ساتھ ساتھ موجود تھے۔ ٹائیگر راؤنڈ کرنے والے سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ عمران نے مکمل ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ عمارت کی بنیادوں میں ایسا مٹیریل لگایا گیا تھا کہ اسے کسی بھی صورت میں نقب نہیں لگائی جا سکتی تھی۔ اس لئے عمران ہر طرف سے مطمئن تھا کہ باگوپ عمارت سے فائل حاصل کرنے کا جو پروگرام بنائے نتیجہ اس کی گرفتاری یا موت کی صورت میں ہی نکلے گا۔

رات کے دس بجے کے بعد جبکہ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ عمران کے حساس کانوں میں ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی۔ عمران چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس کی نظر ایک سیاہ ڈبے پر پڑی جو سائیں سائیں کی آواز نکالتا آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

عمران کی نظریں اس ڈبے پر جم سی گئیں۔

ڈبہ پہلے تو سیدھا آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ پھر نیچے گرتا ہوا عین عمارت کی چھت پر جا گرا۔ ڈبے کے چھت پر گرنے کے ایک لمحے بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔

ایسا محسوس ہوا کہ جیسے عمارت کی چھت پر کوئی طاقتور بم گرا دیا گیا ہو۔ سرچ لائیٹس فوری طور پر بجھ گئیں اور عمارت کے گرد دھواں سا چھا گیا۔

عمارت کے چوکیداروں میں ہلچل مچ گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور ہر طرف چیخ و پکار مچ گئی۔ یوں محسوس ہوا کہ جیسے پوری عمارت ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گئی ہو۔

سرچ لائیٹس اور دیگر لائیٹس بجھنے سے ہر طرف گہرا اندھیرا چھا گیا۔

اس کے باوجود عمران اپنی جگہ پر دبکا بیٹھا رہا۔ دوسرے ہی لمحے اسے اپنے قریب ایک دھماکہ سنائی دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمپاؤنڈ وال بھی ہوا میں بکھر گئی۔

عمران دیوار کے ملبے سے بچنے کے لئے بجلی کی تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ مگر دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم ٹکڑوں کی صورت میں فضا میں بکھرتا چلا گیا ہو۔ بس یہ آخری احساس تھا جو اس کے ذہن نے قبول کیا۔ اس کے بعد اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

کمپاؤنڈ وال کے اڑنے کے بعد پورے علاقے میں شور و غل مچ گیا۔ زخمیوں کی چیخوں سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں قیامت صغریٰ بپا ہو گئی ہے۔

چند لمحوں بعد دور سے پولیس اور فائر بریگیڈ کے سائرن بجنے کی آوازیں آنے لگیں اور عمارت کے گرد مسلح پولیس نے گھیرا ڈال لیا۔ دوسرے دھماکے کے بعد عمارت کے گرد تیز آگ بھڑک اٹھی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمارت آگ کا ایک گولہ ہو۔

فائر بریگیڈ نے چاروں طرف سے آگ بجھانے کی کوشش شروع کر دی اور اس کے ساتھ ساتھ زخمیوں کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈالنا شروع کر دی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

حفاظتی کاروائیاں تیزی سے جاری ہو گئیں۔ اور حکومت کے اعلیٰ افسران وہاں پہنچ گئے۔ چالیس سے زائد افراد شدید زخمی اور بیس کے قریب ہلاک ہو گئے تھے۔

ادھر فائر بریگیڈ نے جب آگ بجھانے کی کوشش کی تو آگ اور زیادہ تیزی سے بھڑکنے لگی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے آگ پر پانی کی بجائے پٹرول پھینکا جا رہا ہو۔ فائر بریگیڈ اسکوڈ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے پانی کی بجائے آگ پر بجھانے والی گیس پھینکنی شروع کی مگر آگ کی شدت میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی تھی۔

آدھے گھنٹے کی سر توڑ کوششوں کے باوجود آگ نہ بجھی تو فائر بریگیڈ سکواڈ کے ماہرین پریشان ہو گئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں اعلیٰ ماہرین سے مشورے طلب کئے مگر آدھے گھنٹے بعد آگ اچانک یوں بجھ گئی جیسے وہاں کبھی آگ لگی ہی نہ ہو۔ فائر بریگیڈ اسکواڈ اور دیگر اعلیٰ افسران یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ عمارت کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ چھت پر موجود حفاظتی سپاہی البتہ بے ہوش پڑے تھے۔ اور ان کے جسموں پر بھی آگ سے جلنے کا ذرہ برابر بھی نشان تک نہ تھا۔ یہ ایک ایسی حیرت انگیز بات تھی کہ جس کا تصور تک بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

مگر چونکہ یہ ایک جیتی جاگتی حقیقت تھی اس لئے سب کو اس پر یقین کرنا پڑ رہا تھا۔

وزارت دفاع کے اعلیٰ افسران کے حکم پر جب عمارت کو اندر سے کھول کر چیک کیا گیا تو جلد ہی ایک اور حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ عمارت کی ایک دیوار اندر سے ٹوٹی ہوئی تھی اور اہم ترین فائلوں پر مشتمل ایک الماری کھلی پڑی تھی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

باگوپ کافی دیر تک بیٹھا کاغذ پر کچھ لکیریں لگاتا رہا۔ کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور کمرے کو لاک کر کے ہوٹل سے باہر آ گیا۔ ہوٹل سے باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے مارکیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ قریب ہی ایک فون بوتھ تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر بوتھ کا دروازہ بند کیا اور سکے ڈال کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"مہاشیر سے بات کراؤ"۔۔۔ باگوپ نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں جواب دیا۔

"کون بول رہا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ مگر لہجہ پہلے کی نسبت نرم تھا۔

"اسٹون ڈاگ"۔۔۔ باگوپ نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔ اچھا۔۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے"۔۔۔ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب ملا۔

اور پھر ایک منٹ سے بھی کم عرصے میں دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"مہاشیر سپیکنگ"۔۔ آواز یوں تھی جیسے کوئی سیٹی بجا رہا ہو۔

"اسٹون ڈاگ سپیکنگ"۔۔ باگوپ نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔ کوئی خدمت"۔۔؟ مہاشیر نے سیٹی بجاتی آواز میں پوچھا۔

"مجھے کچھ معلومات اور کچھ سامان چاہیے"۔۔ باگوپ نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"مل جائے گا۔۔۔نارتھ ایسٹ مارکیٹ کی دوسری منزل کے چوتھے فلیٹ پر رابطہ قائم کیجئے"۔۔۔مہاشیر نے کہا۔

"او۔کے"۔۔باگوپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

ٹیلی فون بوتھ سے نکل کر اس نے ٹیکسی پکڑی اور اسے نارتھ ایسٹ مارکیٹ چلنے کے لئے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ نارتھ ایسٹ مارکیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔

ٹیکسی سے اتر کر وہ عمارت کے اندر گھسا اور پھر لفٹ نے اسے دوسری منزل پر پہنچا دیا۔ اس نے نمبر چار فلیٹ پر ڈالی۔ وہاں کسی ماہر نفسیات کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ جیسے ہی اس نے دستک دی دروازہ کھل گیا۔

دروازہ کھولنے والی ایک نوجوان لڑکی تھی۔

"فرمائیے"۔۔! اس نے سوالیہ نظروں سے باگوپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اسٹون ڈاگ"۔۔۔باگوپ نے دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔ تشریف لائیے۔۔باس آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔نوجوان لڑکی نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

اور باگوپ اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز کرسی موجود تھی۔ میز پر ٹائپ رائٹر رکھا ہوا تھا۔ سامنے دیوار کے ساتھ صوفے لگے ہوئے تھے۔

"سامنے والے کمرے میں تشریف لے جائیں"۔۔ لڑکی نے اس کی راہنمائی کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"۔۔۔باگوپ نے کہا اور پھر وہ دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر ندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر مگر مخنی سے جسم کا آدمی موجود تھا۔

اس نے آنکھوں پر موٹے شیشے کی عینک چڑھا رکھی تھی۔

"اسٹون ڈاگ"۔۔۔باگوپ نے باوقار لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"مہاشیر"۔۔۔ منمنی سے آدمی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز تیز سیٹی بجاتی ہوئی تھی۔

باگوپ مہاشیر سے مصافحہ کرنے کے بعد اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے اپنی کلائی ننگی کر کے مہاشیر کے سامنے کر دی۔ اس کی کلائی پر نیلے رنگ سے ایک ستارہ کھدا ہوا تھا۔ جس کی لمبی سی دم تھی۔ یہ ٹیلی سٹار کا مخصوص نشان تھا۔

مہاشیر ٹیلی سٹار کی اس ملک میں شاخ کا انچارج تھا۔ وہ خود کبھی کسی جرم میں ملوث نہیں ہوتا تھا۔ اس کا کام صرف ٹیلی سٹار سے تعلق رکھنے والوں کے لئے معلومات اور ان کا مطلوبہ سامان مہیا کرنا تھا۔ اور اس ملک میں ٹیلی سٹار سے تعلق رکھنے والوں کا کوڈ اسٹون ڈاگ تھا۔ باگوپ نے اس ملک میں آنے سے پہلے مہاشیر کا نمبر ٹیلی سٹار انفارمیشن سے حاصل کر لیا تھا۔

"یس باس فرمائیے۔۔۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔۔۔؟ مہاشیر نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"کیا کہ جگہ محفوظ ہے"۔۔؟ باگوپ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"قطعی محفوظ۔۔۔ آپ بے فکر ہو کر بات کریں"۔۔ مہاشیر نے جواب دیا۔

"وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کے متعلق مجھے مکمل معلومات چاہیں"۔۔۔ باگوپ نے دبے لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب"۔۔۔ مہاشیر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر اپنی پشت پر موجود الماری کھولنے لگا۔ الماری میں موٹی موٹی کتابیں موجود تھیں۔ اس نے دو تین کتابیں اٹھائیں اور پھر اندر ہاتھ ڈال دیا۔

دوسرے ہی لمحے ایک ہلکے سے کھٹکے کی آواز ابھری اور الماری کسی دروازے کی طرح گھومتی چلی گئی۔

مہاشیر اس دروازے کے اندر غائب ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس لوٹا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔ اس نے الماری بند کی اور فائل باگوپ کی طرف بڑھا دی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

باگوپ نے فائل لے کر اس کھولا اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

فائل میں اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کی مکمل تفصیل موجود تھی۔ اس کا اندرونی نقشہ اور بیرونی چوکیداری کے نظام کا نقشہ بھی موجود تھا۔

باگوپ تقریباً آدھے گھنٹے تک اس کی تفصیل کو بغور دیکھتا رہا اور پھر اس نے فائل بند کر کے اسے مہاشیر کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

"بہت مکمل اور جدید نظام ہے"

"یس باس"۔۔۔ مہاشیر نے مختصر سا جواب دیا۔

باگوپ آنکھیں بند کئے کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول کر جیب سے قلم نکالا اور میز پر پڑے ہوئے پیڈ کو اپنی طرف کھسکا کر اس پر کچھ لکھنے لگا۔ لکھنے کے بعد وہ کاغذ اس نے مہاشیر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ان سب چیزوں کا انتظام آج شام تک ہو جانا چاہیے"۔

"بہتر باس۔۔۔ ہو جائے گا"۔۔ مہاشیر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اسٹرانگ روم کے مقابل عمارت کے گراؤنڈ فلور میں کمرہ بھی چاہیے۔ اور ایک کار بھی"۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

دونوں چیزیں مل جائیں گی۔۔ مہاشیر نے جواب دیا۔

"بس یہ سامان اس کمرے میں پہنچا دینا شام چھ بجے تک"۔۔۔ باگوپ نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ پانچ بجے فون کر لیں۔۔ سب انتظام ہو جائے گا۔ اور کمرے اور کار کی چابیاں آپ کو پہنچا دی جائیں گی"۔۔ مہاشیر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے"۔۔ باگوپ نے کہا اور پھر مہاشیر سے مصافحہ کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ اب وہ مطمئن تھا۔ اس نے اسٹرانگ روم پر چھاپے کا منصوبہ تیار کر لیا تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

شام چھ بجے وہ اسٹرانگ روم کی مقابل عمارت کے گراؤنڈ فلور کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ یہاں سے اسٹرانگ روم کی عمارت کا فاصلہ تیس گز کے قریب تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بڑی سی پیٹی موجود تھی۔ باگوپ نے پیٹی کھولی اور اس میں سے سامان نکال کر باہر رکھنے لگا۔ اس میں کچھ سائنسی آلات کے علاوہ کچھ کیمیکلز بھی تھے۔

باگوپ نے کیمیکلز ایک چھوٹے سے ڈبے نما آلے میں ڈال کر انہیں مکس کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تقریباً دو گھنٹے تک مسلسل کام میں مصروف رہا اور پھر اس نے اطمینان سے سامان ایک طرف رکھ دیا۔ اور ہاتھ جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

کمرے کو باہر سے تالا لگا کر وہ عمارت سے باہر نکل آیا۔ اور پھر پیدل نیشنل پارک کی طرف بڑھنے لگا۔

نیشنل پارک میں خاصا رش تھا۔ بے شمار مرد عورتیں اور بچے وہاں گھومتے پھر رہے تھے۔ باگوپ نیشنل پارک میں داخل ہو کر کچھ دیر ادھر ادھر گھومتا رہا۔ پھر اس کی نظر ایک بنچ پر بیٹھی اینڈریا پر پڑ گئی۔

اینڈریا میک اپ میں تھی۔ مگر یہ میک اپ باگوپ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے وہ ٹہلتا ہوا اس بنچ کے قریب سے گزرا اور بنچ کے قریب جا کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر جھک کر اپنے بوٹ کے تسمے باندھنے لگا۔

"باگوپ۔۔ میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ۔۔ لیکن احتیاط سے"۔۔۔ باگوپ نے تسمے باندھتے ہوئے دبے لفظوں میں کہا اور پھر سیدھا ہو کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اینڈریا نے اس کا فقرہ سن لیا مگر وہ اسی طرح لاتعلقی کے انداز میں بیٹھی رہی باگوپ کچھ دیر اور پارک میں بے مقصد گھومتا رہا۔ پھر اس کا رخ بیرونی دروازے کی طرف ہو گیا۔

اینڈریا بھی اسی لمحے اٹھی اور پھر وہ بھی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پارک سے باہر نکل کر وہ کافی فاصلہ دے کر آگے پیچھے چلتے ہوئے آخر کار اس عمارت میں داخل ہو گئے۔

باگوپ نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اینڈریا بھی اندر آ گئی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"کسی نے تعاقب تو نہیں کیا"۔۔۔؟باگوپ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔۔۔میں نے پوری احتیاط کی ہے"۔۔۔اینڈریا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔باگوپ نے کہا اور پھر دروازہ بند کر کے اس کی چٹخنی چڑھا دی۔

"کیا پروگرام ہے"۔۔۔؟اینڈریا نے سامان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں سٹرانگ روم پر چھاپہ مار کر فائل حاصل کرنا چاہتا ہوں"۔۔باگوپ نے جواب دیا۔

"مگر مظفر بیگ کی بجائے عمران کے آنے سے یہ بات تو طے ہے کہ مظفر بیگ عمران کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور ہمیں ظاہر ہے کہ نقلی فائل مہیا کی گئی تھی۔۔۔تو کیا اس کے بعد انہوں نے اصلی فائل وہاں سے ہٹائی نہیں ہوگی"۔۔؟اینڈریا نے کہا۔

"تم مجھے بچہ سمجھتی ہو اینڈریا۔۔۔میں مظفر بیگ سے اپنی مطلوبہ فائل مانگی ہی نہیں تھی۔میں نے تو ایک غیر متعلقہ فائل مانگی تھی تاکہ اگر مظفر بیگ وہ فائل لادیتا ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو اس کا مطلب تھا کہ میں اسے زیادہ رقم کی آفر کرے اپنی اصل مطلوبہ فائل منگوا سکتا ہوں۔اور اگر کوئی گڑبڑ ہو جاتی ہے تو کم سے کم میری مطلوبہ فائل کی طرف کسی کا دھیان ہی نہیں جائے گا۔۔اب ظاہر ہے کہ عمران نے اگر فائل ہٹوائی بھی ہوگی تو وہی غیر متعلقہ فائل ہٹوائی ہوگی۔اصل فائل اب بھی سٹرانگ روم میں موجود ہوگی"۔۔باگوپ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب"۔۔۔اینڈریا نے تعریفی لہجے میں کہا۔

پھر باگوپ اسے اسٹرانگ روم کے حفاظتی نظام کی تفصیلات بتلانے لگا۔

"اوہ۔۔یہ تو انتہائی جدید اور ناقابل تسخیر نظام ہے۔حیرت ہے کہ اس پسماندہ ملک میں حفاظت کا ایسا جدید نظام اپنایا گیا ہے"۔۔اینڈریا کے لہجے میں تعریف کے ساتھ ساتھ تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"ہاں۔۔۔نظام تو واقعی اچھا ہے مگر میں نے فائل حاصل کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔اور تم دیکھو گی کہ اتنے اچھے انتظامات کے باوجود میں کس طرح فائل حاصل کروں گا"۔۔۔باگوپ نے فخریہ لہجے میں کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"ہاں۔۔۔مجھے تماری ذہانت سے یہی امید ہے۔۔۔تم نے کبھی کسی مشکل سے شکست نہیں مانی"۔۔۔اینڈریا نے کہا۔

اور پھر باگوپ اسے اپنے منصوبے کی تفصیلات بتلانے لگا۔

"بہت خوب باگوپ۔۔۔بہت خوب۔۔۔جی چاہتا ہے کہ تمارا منہ چوم لوں"۔۔۔اینڈریا باگوپ کا منصوبہ سن کر خوشی سے اچھل پڑی۔

"ابھی نہیں فائل حاصل کرنے کے بعد۔۔فی الحال تم اپنا پارٹ اچھی طرح سمجھ لو"۔۔۔باگوپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔اور پھر ایک بڑا سا ڈبہ اٹھا کر اسے دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈبہ تم نے عمارت کی چھت پر جا کر رکھ آؤ۔۔۔کسی جگہ چھپا کر رکھنا"۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔اینڈریا نے کہا اور ڈبہ لے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

باگوپ نے ایک برمے نما آلہ اٹھایا اور اس کی نوک سے کمرے کے فرش پر ایک بڑا سا دائرہ کھینچ دیا۔پھر اس نے آلے کا بٹن دبایا۔اس کی نوک تیزی سے گھومنے لگی۔باگوپ نے نوک دائرے کے اندر رکھی اور آلے کو زور سے دبا دیا۔آلے کی نوک زمین میں گھستی چلی گئی۔آلے کے پچھلے سرے پر ایک بڑا سا پائپ فٹ تھا۔اس نے اس پائپ کا سرا کمرے کے ایک کونے سے لگا دیا۔

چند لمحوں بعد پائپ سے مٹی نکل نکل کر کمرے کے کونے میں گرنے لگی۔آلے کے اوپر ایک ڈائل سا لگا ہوا تھا۔باگوپ نے اس ڈائل کو سیٹ کیا اور پھر وہ اس کی سوئی کو دیکھنے لگا۔جو تیزی سے چند نمبروں کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔دوسری طرف کمرے کا کونہ بھی تیزی سے مٹی سے پر ہوتا جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد اینڈریا واپس آگئی۔

"ڈبہ رکھ آئیں"۔۔۔؟باگوپ نے پوچھا۔

"ہاں"۔۔۔اینڈریا نے مختصر سا جواب دیا۔

"یہ ارتھ سکنگ ہے"۔۔۔؟اینڈریا نے برمے نما آلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"ہاں۔۔۔ سرنگ لگانے کا جدید ترین آلہ۔۔ یہ ہوا کے ذریعے سرنگ لگاتا ہے۔ یہ مٹی کے ذروں کے درمیان موجود ہوا کو کھینچ لیتا ہے۔ جس سے مٹی خود بخود نرم ہو کر کھینچی چلی آتی ہے۔ اس طرح انتہائی تیز رفتاری سے سرنگ بنتی چلی جاتی ہے"۔۔ باگوپ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد آدھے سے زیادہ کمرہ مٹی سے پر ہو گیا۔ اب ڈائل پر موجود سوئی ایک مخصوص نمبر تک پہنچ گئی تھی۔

باگوپ نے آلے کا بٹن آف کیا اور اسے زمین سے کھینچ لیا۔ پھر اس نے دائرے میں زور سے پاؤں مارا تو دائرے کی مٹی ٹوٹ کر نیچے جا گری۔ نیچے ایک کافی بڑی سرنگ موجود تھی۔ باگوپ نے مٹی ہٹا کر سرنگ کا راستہ صاف کر دیا۔

"اب سٹرانگ روم کی بنیادوں تک سرنگ تیار ہے"۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

"پھر آپریشن شروع کیا جائے"۔۔۔؟ اینڈریا نے پوچھا۔

"ہاں"۔۔ باگوپ نے کہا اور پھر اس نے سامان میں ایک ڈائل نما آلہ نکال کر اینڈریا کے حوالے کر دیا۔

"یہ اس ڈبے کو آپریٹ کرنے کا میٹر ہے۔ جب میں سرنگ میں داخل ہو جاؤں تو تم نے کھڑکی میں کھڑی ہو کر اس ڈبے کو عمارت کی چھت پر اتار دینا ہے۔ اس سے عمارت کے گرد آدھے گھنٹے تک آگ کی چادر سی پھیل جائے گی۔ اس دوران ظاہر ہے کہ کوئی آدمی عمارت کے اندر نہیں گھس سکے گا۔ اور میں فائل لے آؤں گا"۔۔۔ باگوپ نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ اینڈریا نے کہا اور آلہ لے کر کھڑکی کے قریب کھڑی ہو گئی۔

"یہ ایک اور آلہ ہے۔ جب عمارت پر آگ پھیل جائے تو اسے بھی اسی آلے کے تحت کمپاؤنڈ وال پر پھینک دینا۔ کمپاؤنڈ وال اڑ جائے گی۔ اور پہرے دار زخمی ہو جائیں گے۔ اس سے حالات کافی ابتر ہو جائیں گے اور ہم موقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں گے"۔۔۔ باگوپ نے ایک اور ڈبہ اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے آکسیجن سلنڈر نما ایک آلہ اپنی پشت پر پیٹیوں کی مدد سے باندھا اور سرنگ کے اندر اتر گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

باگوپ کے سرنگ کے اندر اترنے کے پانچ منٹ بعد اینڈریا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا بٹن دبا دیا۔
آلے میں سے ایک سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔
اینڈریا ہینڈل کو آہستہ آہستہ کھینچتی رہی۔ اور سوئی تیزی سے درمیان میں موجود سرخ رنگ کے نمبر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جیسے ہی سرخ رنگ کے نمبر پر پہنچی۔ ڈائل پر ایک اور بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اینڈریا کو چھت پر سے سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
اس نے دیکھا کہ ڈبہ چھت سے اٹھ کر ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اس نے ہینڈل کو مخصوص انداز میں ٹرن دیا تو ڈبہ بھی تیزی سے اٹھتا چلا ہوا عمارت کی چھت پر پہنچ گیا۔
اینڈریا نے ہینڈل کو زور سے جھٹکا دیا اور ڈبہ تیزی سے عمارت کی چھت پر گرتا چلا گیا۔
اس کے چھت کے گرنے کے ایک لمحے بعد ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ سرچ لائیٹس بجھ گئیں۔ اور عمارت کے گرد دھواں سا چھا گیا۔
اینڈریا نے تیزی سے کھڑکی کا شیشہ ہٹایا اور دوسرا ڈبہ کھڑکی میں کر رکھ کر آلے کا ایک اور بٹن دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہینڈل کو تیزی سے کھینچا۔ ہینڈل کھینچتے ہی ڈبہ خود بخود ہوا میں اٹھا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے کمپاؤنڈ وال کی طرف اڑتا چلا گیا۔
کھڑکی سے اٹھنے کے زیادہ سے زیادہ ایک منٹ بعد ڈبہ کمپاؤنڈ وال سے ٹکرا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور کمپاؤنڈ وال ہوا میں بکھر گئی۔ ہر طرف چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ عمارت کے گرد تیز آگ کی چادر سی پھیل گئی تھی۔
اینڈریا نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کھڑکی بند کر دی۔ اور سرنگ کے دہانے کی طرف آ گئی۔
تقریباً پندرہ منٹ بعد اسے سرنگ کے اندر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد باگوپ اچھل کر سرنگ سے باہر نکل آیا۔ اس نے تیزی سے پشت پر لدا ہوا سامان ایک طرف پھینکا۔
"کیا کام ہو گیا۔۔ فائل مل گئی"۔۔؟ اینڈریا نے اسے خالی ہاتھ دیکھ کر تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"ہاں۔۔۔اس کی فلم میری جیب میں ہے۔۔بس نکل چلو۔۔یہاں جلد ہی تلاشی شروع ہو جائے گی"۔۔باگوپ نے کہا۔اور پھر اس نے اپنے کپڑوں سے مٹی جھاڑی۔سر پر موجود وگ جس میں مٹی پھنسی ہوئی تھی اتار کر اسے الٹا کر دوبارہ پہن لیا۔

اور پھر وہ دونوں سامان وہیں چھوڑ کر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔

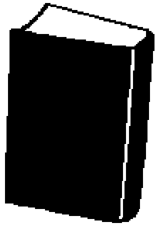

عمران کے جانے کے بعد بلیک زیرو نے تمام ممبران کو اسٹرانگ روم کی حفاظت کے لئے ہدایات دیں۔

اور انہیں یہ بھی بتایا کہ اس مشن کا سربراہ عمران ہو گا۔اس لئے عمران جو ہدایات انہیں دے۔انہیں اس پر عمل کرنا ہو گا۔اس کے بعد اس نے اپنے طور پر مشن کی نگرانی کی تیاری شروع کر دی۔

عمران نے اسے بلاواسطہ طور پر نا اہلی کا جو طعنہ دیا تھا وہ اس کے ذہن میں کھٹک رہا تھا۔اس لئے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود اس کیس میں عملی طور پر بھرپور حصہ لے گا۔اور عمران پر یہ ثابت کر دے گا کہ اس کا ذہن زنگ آلود نہیں ہوا۔

چنانچہ اس نے لائبریری سے جا کر اسٹرانگ روم کا نقشہ نکالا اور پھر بغور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔اسٹرانگ روم کے حفاظتی پلان کو دیکھنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ باگوپ کے لئے براہ راست اس پر حملہ ناممکن ہے۔چنانچہ وہ سوچنے لگا کہ باگوپ فائل اڑانے کے لئے کونسا ذریعہ اختیار کرے گا۔

کافی دیر وہ بیٹھا سوچتا رہا۔مختلف طریقہ کار اس کے ذہن میں آئے مگر کسی نہ کسی بنا پر اس نے انہیں رد کر دیا۔

جب کوئی طریقہ کار اس کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے اپنے ذہن کو ایک اور رخ پر ڈال دی۔

وہ سوچنے لگا کہ اگر سٹرانگ روم سے کوئی فائل خفیہ طور پر اڑانی ہوتی تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا۔مگر کافی دیر سوچنے کے بعد بس یہی بات اس کے ذہن میں جم گئی۔اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ عمارت کی بنیادوں میں

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

نقب لگائی جائے۔ گو اس سلسلے میں حفاظتی طور پر انتظامات کئے گئے تھے۔ اس کے باوجود وہ یہ جانتا تھا کہ آجکل کے ملزم جدید ترین سائنسی حربے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے فرض کر لیا کہ نقب لگائی جا سکتی ہے۔ اس مفروضہ کے بعد یہی ایک بات رہ جاتی تھی کہ مجرم کسی سرنگ کے ذریعے اندر داخل ہوں گے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے اسٹرانگ روم کے علاقے کا نقشہ نکال کر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔

کافی سوچ بچار کے بعد آخر کار اس نے اسٹرانگ روم کے بالمقابل ایک عمارت کے گرد سرخ دائرہ ڈال دیا۔ یہ کمرشل عمارت تھی اور یہاں مختلف کمپنیوں کے دفاتر قائم تھے۔ اس نے اس کے گراؤنڈ فلور پر توجہ دی کیونکہ سرنگ صرف گراؤنڈ فلور سے ہی لگائی جا سکتی تھی۔

کافی دیر سوچنے کے بعد اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور انکوائری سے عمارت کا نمبر پوچھ کر سلسلہ ملانے لگا۔ یہ مینجر کا نمبر تھا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ہیلو۔۔۔ مینجر سپیکینگ"۔۔۔!

مسٹر مینجر۔۔۔ کیا آپ کے گراؤنڈ فلور پر کوئی خالی کمرہ دفتر کے لئے مل سکتا ہے"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے کاروباری انداز میں کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں"۔۔۔؟ مینجر نے پوچھا۔

"چیرمین آفریدی کارپوریشن بول رہا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے دارالحکومت کی ایک معروف کاروباری فرم کا نام لے دیا۔ جو اپنی ساکھ کے لئے پورے ملک میں مشہور تھی۔

"اوہ۔۔۔ سر آپ کا بے حد شکریہ جو آپ نے دفتر کے لئے ہماری عمارت تجویز کی ہے۔۔۔ اگر آپ کو فوری کمرے چاہیے تو دوسری یا تیسری منزل پر مل سکتا ہے"۔۔۔ مینجر نے اس بار مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ ہمیں گراؤنڈ فلورر کمرہ چاہیے اور وہ بھی فوری"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پھر سر آپ دو دن رک جائیں۔۔۔ ایک کمرہ آج ہی انگیج ہوا ہے۔ اور امید ہے کہ دو دن تک فارغ ہو جائے گا"۔۔۔ مینجر نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"وہ کیوں۔۔۔ کیا تماری عمارت میں دنوں کے حساب سے بھی کمرے بک ہوتے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں سر۔۔۔ یہ بات نہیں۔۔۔ ایک غیر ملکی فرم نے یہ کمرہ حاصل کیا ہے۔ وہ اسے صرف دو دن تک اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کچھ کاروباری پارٹیوں سے بات چیت کرنی ہے۔ اور اس سلسلے میں ان کا خیال یہ ہے کہ ہوٹل کی بجائے اگر دفتر کا ماحول ہو تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔ منیجر نے وضاحت پیش کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے اس کمرے کا نمبر بتا دو تاکہ دو دن بعد میرے آدمی اس کا جائزہ لے کر مجھے رپورٹ دے سکیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"چوبیس نمبر کمرہ ہے جناب۔۔۔ آپ کی فرم کے دفتر کے لئے انتہائی موزوں رہے گا اور کرایہ بھی مناسب ہے"۔

"کرائے کی بات چھوڑیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دیکھیں اگر آج ہی میری فرم کا کوئی آفیسر آپ سے اس سلسلے میں ملے تو اس سے تعاون کیجیے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بہتر جناب"۔۔ منیجر نے جواب دیا۔

"او۔ کے تھینک یو"۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اسے منیجر سے ایک بہت اہم اطلاع ملی تھی۔ وہ اس بہانے سے مطمئن نہیں ہوا تھا کہ کوئی غیر ملکی فرم دو روز کے لئے دفتر بنانا چاہتی ہے۔ اس نے اسے چیک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ اس نے میک اپ روم میں جا کر میک اپ کیا اور پھر کار نکال کر دانش منزل سے باہر آ گیا۔ اس نے کار عمارت کی پارکنگ میں روکی اور پھر اتر کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ ٹہلتا ہوا گراؤنڈ فلور کے کمرہ نمبر چوبیس کے سامنے سے گزرا۔ کمرہ پر تالہ لگا ہوا تھا اور دروازے پر ریز روڈ کی چٹ چسپاں تھی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

وہ ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور عمارت سے باہر نکل کر اسی کمرے کے فرنٹ کی طرف آیا۔ اس نے محسوس کیا کہ کمرہ اسٹرانگ روم کے بالکل سامنے تھا۔

ابھی چونکہ شام ہونے میں کافی دیر تھی۔ اس لئے اس نے سوچا کہ شام کو دوبارہ راؤنڈ لگائے گا۔ یہ سوچتا ہوا وہ اپنی کار کی طرف بڑھا اور پھر کار نکال کر واپس دانش منزل چلا گیا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ بالکل صیح سراغ پر جارہا ہے۔

اس سلسلے میں وہ ایک اور آدمی کا تعاون بھی چاہتا تھا۔ مگر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران عمران کے ساتھ اٹیچ ہو گئے تھے۔ صرف جولیا بچی تھی۔ مگر وہ جولیا کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ جولیا اس کے متعلق مشکوک ہو سکتی تھی۔ اور جولیا کے سامنے وہ آزادانہ کام بھی نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ یہ کیا کہ اپنے ساتھ جوزف کو رکھے گا۔

یہ سوچ کر اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور زیرو منزل کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ جہاں جوزف موجود تھا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو جوزف سپیکنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف کی کرخت آواز سنائی دی۔

"طاہر بول رہا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"کیا بات ہے طاہر صاحب۔۔۔ آج جوزف کو کیسے یاد کر لیا"۔۔۔؟ جوزف کے لہجے میں شکوہ تھا۔

"مجھے تو خیر تم ہر وقت ہی یاد رہتے ہو۔۔ مگر آج عمران نے تمہیں یاد کیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکر ہے کہ باس کو میرا خیال آ گیا۔۔ ورنہ میں تو اب بور ہو کر شراب کی بوتل سر پر مارنے ہی والا تھا"۔۔ جوزف نے کہا۔

"ارے ارے۔۔۔ کیوں بوتل غریب کو نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے ہو۔۔۔ تمہارا کیا بگڑے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"ارے بچ بوتل کو نقصان ہو گا۔۔ نہیں پھر میں بوتل سر پر نہیں مارتا۔۔ہاں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں سر بوتل پر ماروں۔۔ پھر تو ٹھیک رہے گا نا"۔۔۔ جوزف نے بڑی معصومیت سے کہا۔

اور بلیک زیرو کا بے ساختہ قہقہہ نکل گیا۔

"اچھا سنو جوزف۔۔ تم سپورٹس کار لے کر وزارت دفاع کے اسٹرانگ روم کے سامنے والی عمارت کے پہلو میں کیفے تاج پر شام چھ بجے پہنچ جاؤ۔۔۔۔ میں تمہیں وہیں ملوں گا۔۔۔باقی ہدایات وہیں دوں گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔ میں پہنچ جاؤں گا"۔۔ جوزف نے حامی بھر لی اور بلیک زیرو نے ریسیور رکھ دیا۔

شام کو بلیک زیرو ایک بار پھر اس عمارت میں پہنچ گیا۔ گراؤنڈ فلور پر کمرہ نمبر چوبیس کا تالا تو موجود نہیں تھا۔ البتہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ دروازے پر چونکہ اندھے شیشے لگے ہوئے تھے اس لئے کمرے کے اندر کسی کی موجودگی معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ دروازے پر دستک دے کر کسی فرضی آدمی کے متعلق پوچھ لے تاکہ وہ کمرے کی پوزیشن دیکھ سکے۔ مگر پھر اس نے یہ خیال رد کر دیا کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ مجرم چوکنا ہو جائے اور اپنی کاروائی آج کی بجائے کسی اور دن پر ڈال دیتے یا پھر جگہ بدل لیتے۔ اس طرح وہ اس کلیو سے محروم ہو سکتا تھا۔

چنانچہ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کمرے کے بالکل سامنے عمارت کا کیفے نظر آ گیا۔ اس نے وہیں بیٹھ کر نگرانی کا پروگرام بنایا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسے یاد آ گیا کہ جوزف بیرونی کیفے پر پہنچ چکا ہو گا۔ چنانچہ وہ عمارت کے کیفے میں رکنے کی بجائے کیفے کی طرف بڑھ گیا۔

جلد ہی اس نے جوزف کو دیکھ لیا۔ جو خاکی وردی میں دونوں پہلوؤں میں ریوالور لٹکائے بڑی شان سے سپورٹس کار کے قریب کھڑا تھا۔

"جوزف کار یہیں چھوڑ کر میرے پیچھے آؤ"۔۔ بلیک زیرو نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

جوزف نے بلیک زیرو کی آواز پہچان لی۔ اس لئے وہ خاموشی سے سر کو جھٹکتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ بلیک زیرو جوزف کو لے کر عمارت کے اندر پہنچ گیا۔

"اس کیفے میں بیٹھ جاؤ اور سامنے کمرہ نمبر چوبیس کی نگرانی کرو"۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور کچھ باس"۔۔؟ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس فی الحال یہی کام ہے"۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر مڑ کر عمارت کی چھت کی طرف جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس ابھی ابھی خیال آیا تھا کہ چھت کو چیک کرے کہیں مجرموں نے چھت پر کوئی کاروائی نہ کر رکھی ہو۔

مگر چھت پر اسے کوئی مشکوک چیز نظر نہیں آئی اور وہ نیچے اتر آیا۔ اس نے جوزف و کیفے کی ایک میز پر جمے ہوئے دیکھا۔

وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا اور عمارت کے باہر کا راؤنڈ لینے چل پڑا۔ اسے رہ رہ کر یہی خدشہ لاحق ہو رہا تھا کہ کہیں اس کا خیال غلط ثابت نہ ہو۔ اور واقعی کمرہ نمبر چوبیس کسی غیر ملکی فرم نے دفتر کے لئے عارضی طور پر حاصل کیا ہو۔

برحال وہ اسے چیک کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ گھوم پھر کر وہ عمارت کے کیفے میں آ گیا اور جوزف سے ہٹ کر دوسری میز پر بیٹھ گیا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اس نے کمرہ نمبر چوبیس کا دروازہ کھلتے دیکھا۔ وہ چوکنا ہو گیا۔ کمرے سے ایک غیر ملکی نوجوان باہر نکلا۔ مگر یہ نوجوان کسی یورپ کے ملک کا باشندہ نہیں بلکی کسی افریقی ملک کا معلوم ہو رہا تھا۔

نوجوان نے باہر نکل کر کمرے کو تالا لگایا اور عمارت کے باہر کی طرف مڑ گی۔

بلیک زیرو نے جوزف کو وہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس غیر ملکی نوجوان کے تعاقت میں چل کھڑا ہوا۔ غیر ملکی نوجوان کا رخ نیشنل پارک کی طرف تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ نیشنل پارک میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے نیشنل پارک میں داخل ہو گیا۔ ویسے اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ صیح سراغ پر جا رہا ہے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

کیوں کہ باگوپ نے اپنی ساتھی کو نیشنل پارک میں ملنے کے لئے ہی کہا تھا۔ اس نے سوچا کہ یہ نوجوان یا تو خو باگوپ ہے یا اس کا کوئی ساتھی ہے۔ ایک لمحے کے لئے اس کا دل چاہا کہ اس نوجوان کو یہیں کور کرے مگر اس نے اپنے آپ کو اس ارادے سے باز رکھا۔ کیوں کہ باگوپ کا ساتھی نکلنے کی صورت میں وہ صرف اس میں الجھ جاتا اور باگوپ اپنا کام کر جاتا۔

نیشنل پارک میں اس نے دیکھا کہ باگوپ ایک بینچ کے سامنے چند لمحوں کے لئے جھک کر تسمے باندھتا رہا۔ اس بینچ پر دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر وہ آگے بڑھ گیا۔

بلیک زیرو مسلسل اس کے تعاقب میں رہا۔ جب غیر ملکی پارک کے دروازے پر پہنچا تو بلیک زیرو ایک بار پھر اپنے سراغ پر شک ہونے لگا۔ کیوں کہ اگر یہ باگوپ تھا تو پھر لازماً اسے نیشنل پارک میں اینڈریا کو ملنا تھا۔ مگر وہ اکیلا واپس جا رہا تھا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اچانک ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا کہ ہو سکتا ہے کہ اینڈریا باگوپ کا تعاقب کر رہی ہو تا کہ نگرانی کا پتہ چلایا جاسکے۔ اس لئے اسے خود بھی محتاط رہنا چاہیے تھا۔ یہ سوچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باگوپ سے بھی چند قدم آگے چلنے لگا۔

جس طرف باگوپ کا رخ تھا اس سے وہ یہ تو سمجھ گیا تھا کہ وہ دوبارہ اسی بلڈنگ کی طرف جا رہا ہے۔ اس لئے وہ باگوپ سے کافی پہلے عمارت کے اندر پہنچ گیا اور دوبارہ کیفے میں بیٹھ گیا۔ جوزف وہاں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر شدید بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے وہ اس بے معنی نگرانی سے اکتا گیا ہو۔

بلیک زیرو نے اخبار اٹھا کر منہ کے سامنے کر لیا اور کنکھیوں سے کمرے کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہی غیر ملکی نوجوان کمرے کے دروازے پر پہنچا اور تالا کھول کر اندر چلا گیا۔ اس کے اندر جانے کے چند ہی لمحوں بعد ایک نوجوان عورت بھی دروازے پر پہنچی اور اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔

بلیک زیرو اس عورت کو پہچان گیا تھا۔ یہ اس بینچ پر موجود تھی۔ جس کے قریب وہ نوجوان نے جھک کر اپنے بوٹ کے تسمے باندھے تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

اس نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ وہ بروقت محتاط ہو گیا تھا ورنہ عورت یقیناً اسے چیک کر لیتی۔

اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ دونوں اندر کیا کر رہے ہیں۔ مینجر کے مطابق کمرہ آج ہی بک کیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اتنے قلیل عرصے میں اس کمرے سے لیکر اسٹرانگ روم کی عمارت تک نقب لگانا ناممکن تھا۔ اس لئے بلیک زیرو نے اپنے آئیڈیے میں ترمیم کر لی۔ اس نے سوچا کہ شاید رات کو براہ راست یہاں سے عمارت پر جائیں گے یا پھر دوسری طرف کی کھڑکی کے ذریعے وہی کچھ کریں گے۔ چنانچہ اس نے کھڑکی کی نگرانی کا فیصلہ کیا اور اٹھ کر جوزف کی طرف بڑھا۔

"جوزف یہیں بیٹھے رہو اور نگرانی کرتے رہو۔۔۔ میں باہر جا رہا ہوں"۔

"مگر باس"۔۔۔ جوزف نے کچھ کہنا چاہا مگر بلیک زیرو اس کی بات کو نظر انداز کر کے بغیر سنے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کیفے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمارت سے باہر آ کر اس نے کھڑکی کی نگرانی کے لئے ایک مناسب جگہ دیکھی اور پھر وہاں جم گیا۔ کھڑکی بند تھی۔

کافی رات گئے اچانک بلیک زیرو کے کانوں میں سائیں سائیں کی آواز آئی۔ اس نے چونک کر اوپر دیکھا تو اس نے چوکور ڈبے کو آسمان کی بلندی پر اڑتے ہوئے دیکھا۔ اس کا رخ سیدھا عمارت کی طرف تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا۔ اس ڈبے کو عمارت کی چھت پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔ پہلے دھماکے کے چند لمحوں بعد ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی عمارت کا ماحول انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اور سرچ لائٹس کے بند ہوتے ہی عمارت پر ہر طرف گھمبیر اندھیرا چھا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کرنے کا فیصلہ کرتا۔ اس نے کمرے کی کھڑکی کھلتے اور کوئی چیز تیزی سے کھڑکی سے نکل کر عمارت کی کمپاؤنڈ وال سے ٹکراتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور کمپاؤنڈ وال پرزے پرزے ہو کر ہوا میں بکھر گئی اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

بلیک زیرو اچھی طرح جانتا تھا کہ عمارت کے اندر عمران سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ ان کا کیا حشر ہوا۔

چند لمحوں تک تو وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا کہ کیا کرے۔۔۔۔ آیا اس کمرے تک جائے یا عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ کرنے عمارت کی طرف جائے۔ کھڑکی سے نکل کر کوئی چیز جاتے اس نے صاف طور پر دیکھی تھی۔ اس سے تو ظاہر ہوتا تھا کہ مجرم کمرے میں موجود ہیں۔ مگر عمارت کو یوں اڑا کر مجرم کیا فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ یہ بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔

آخر کار اس نے مجرموں کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا۔ کیوں کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کا جو حشر ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت میں داخل ہوا تو ان دھماکوں کی وجہ سے عمارت میں بھی خاصہ ہنگامہ ہو گیا تھا۔ لوگ تیزی سے باہر کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے۔ تاکہ صیح صورت حال معلوم کر سکیں۔

بلیک زیرو بھاگتا ہوا کمرہ نمبر چوبیس کی طرف بڑھا۔ پھر جیسے ہی دروازے پر پہنچا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور غیر ملکی نوجوان اور اینڈریا تیزی سے باہر نکل کر بیرونی دروازے کی طرف دوڑنے لگے۔ بلیک زیرو ان کے پیچھے ہو لیا۔ جوزف بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

غیر ملکی نوجوان اور اینڈریا عمارت سے باہر نکل کر تیزی سے پارکنگ کی طرف دوڑے۔ پھر چند لمحون بعد ان کی کار تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سڑک پر آ گئی۔ چونکہ یہاں ہر طرف افراتفری مچی ہوئی تھی۔ اس لئے بلیک زیرو نے ان کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور پھر اس کی کار بھی ان کی کار کے تعاقب میں روانہ ہو گئی۔ بلیک زیرو سمجھتا تھا کہ جوزف کی کار بھی پیچھے آ رہی ہو گی۔

غیر ملکی جوڑے کی کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی شہر کے مصافات کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔

بلیک زیرو کافی فاصلہ دے کر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

جوزف کی کار بھی اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ مجرموں کو یہیں کہیں کور کرے اور پھر انہیں جوزف کے حوالے کر کے واپس اسٹرانگ روم کی طرف جائے۔ کیوں کہ اس اب بھی خدشہ ہو رہا تھا کہ مجرموں نے کہیں پیچیدہ منصوبہ نہ بنایا ہو کہ یہ غیر ملکی مجرم ہو سکتا ہے کہ باگوپ ہی ہو یا اس پھر ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی ساتھی ہو۔ عمارت تباہ کرنے اور اس سے پیدا ہونے والی افراتفری سے باقی مجرم فائدہ اٹھالیں۔ اس کے علاوہ اسے عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران کی بھی فکر لاحق ہو رہی تھی۔ کیوں کہ جس انداز سے دھماکے ہوئے تھے اور عمارت آگ کی لپیٹ میں آئی تھی۔ اس سے تو بظاہر یہی لگتا تھا کہ ان کا حشر برا ہی ہوا ہو گا۔

چنانچہ اس نے کار کی رفتار یکدم بڑھا دی۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس نے غیر ملکی کی کار سے آگے بڑھ کر اس نے یکدم کار موڑ کر روک دی۔ غیر ملکی نے پوری قوت سے بریک لگائی۔ اس کے باوجود بھی اس کی کار ہلکے دھچکے سے بلیک زیرو کی کار سے ٹکرا ہی گئی۔

کار رکتے ہی بلیک زیرو بجلی کی تیزی سے باہر نکلا۔ مگر اسی لمحے اینڈریا نے اس پر فائر کر دیا۔ اور گولی بلیک زیرو کے کان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ بلیک زیرو پھرتی سے مجرموں کی کار کے بونٹ کی آڑ میں ہو گیا۔

غیر ملکی جو باگوپ تھا۔ کار رکتے ہی ریوالور سنبھالے تیزی سے دروازہ کھول کر باہر رینگ گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا اچانک جوزف کی سپورٹس کار ان کے پیچھے پہنچ گئی اور جوزف نے کار روکتے ہی کھڑکی سے ہاتھ نکال کر فائر کر دیا۔

باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔۔ اینڈریا دوسری طرف کو دی تھی۔ اور اس نے باہر نکلتے ہوئے جوزف پر فائر کر دیا۔ مگر جوزف پہلے ہی آڑ میں ہو چکا تھا۔

جیسے ہی باگوپ کے ہاتھ سے ریوالور نکلا۔ بلیک زیرو نے اچھل کر اسے چھاپ لیا۔ مگر باگوپ پر اتنی آسانی سے قابو پالینا کہاں ممکن تھا۔ اس نے پھرتی سے اپنے جسم کو ایک مخصوص انداز میں حرکت دی اور بلیک

PK7E@HOTMAIL.COM

زیرو الٹ کر کار کے اوپر جا گرا۔ اور عین اسی لمحے دوسری طرف اینڈریا نے انتہائی پھرتی اور چابکدستی سے ریوالور کا دستہ بلیک زیرو کے سر پر مار دیا۔

دوسری طرف جوزف بھی شائد اسی انتظار میں تھا۔ جیسے ہی اینڈریا کا ہاتھ ضرب لگا کر واپس لوٹا۔ اس نے فائر کر دیا۔ اور اس کے ہاتھ سے بھی ریوالور نکلتا چلا گیا۔

"خبردار، اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا"۔۔۔ جوزف اچھل کر آگے بڑھا۔

بلیک زیرو ضرب کھا کر ایک لمحے کے لئے چکرایا مگر اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پا لیا۔ اور قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔

باگوپ انتہائی تیزی سے رینگتا ہوا بلیک زیرو کی کار کی دوسری طرف پہنچ گیا۔

بلیک زیرو اس کے پیچھے بھاگا۔ مگر جیسے ہی وہ مڑا۔ ایک بڑا پتھر اس کے سر پر پوری قوت سے لگا۔ اور بلیک زیرو کی آنکھوں کے سامنے صحیح معنوں میں ستارے سے ناچ گئے۔ اور اپنے آپ کو سنبھالنے کے باوجود سنبھال نہ سکا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔

جوزف نے جیسے ہی بلیک زیرو کو بے ہوش ہو کر گرتے دیکھا وہ تیزی سے آگے بڑھا اور صرف ایک لمحے کے لئے اینڈریا سے غافل ہو گیا۔ اینڈریا نے اس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھایا اور غوطہ لگا کر دوسری طرف ہو گئی۔

جوزف اس کی طرف متوجہ ہوا لیکن اب وہ محتاط تھا۔ پھر جب وہ گھوم کر دوسری طرف گیا تو اینڈریا غائب تھی۔

جوزف نے ادھر ادھر دیکھا مگر اینڈریا اسے کہیں نظر نہیں آئی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا تاکہ اینڈریا کے ساتھی کو کور کرے۔ اور پھر جیسے ہی اس نے کار کی دوسری طرف سے سر نکالا۔ اس کا بھی بلیک زیرو جیسا حشر ہوا۔ ایک بڑا پتھر پوری قوت سے اس کی کھوپڑی سے ٹکرایا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

ضرب اتنی زوردار تھی کہ جوزف الٹ کر زمین پر گر گیا۔ اس نے سر پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کی مگر اس کے سر پر دوبارہ قیامت ٹوٹ پڑی۔ اور اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں ہے۔

ان دونوں کے بے ہوش ہو جانے کے بعد باگوپ تیزی سے آگے بڑھا اور ریوالور ڈھونڈنے لگا۔

اینڈریا بھی آگئی۔ وہ سڑک کے کنارے ایک گڑھے میں چھپی ہوئی تھی۔ اپنا ریوالور اس نے اٹھالیا۔

"کیا انہیں ختم کر دوں"۔۔؟ اینڈریا نے ریوالور کا رخ جوزف کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو۔۔۔ میں ابھی کسی الجھن میں نہیں پھنسنا چاہتا۔۔۔ یہاں سے فوراً نکل چلو۔۔۔ ابھی تو شکر ہے کہ کوئی گاڑی اس سڑک پر نہیں آئی"۔۔ باگوپ نے اپنا ریوالور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ان دونوں کو یہیں پھینک جائیں"۔۔۔؟ اینڈریا نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جائیں گے"۔۔۔ باگوپ نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو اور جوزف و بھی اٹھا کر اپنی کار کے اندر ڈال دیا۔

اپنی کار کے سامنے کھڑی ہوئی بلیک زیرو کی کار کو ان دونوں نے دھکیل کر ایک طرف کر دیا اور اپنی کار نکال کر لے گئے۔ جوزف اور بلیک زیرو پچھلی نشستوں پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور اینڈریا ان کی طرف رخ کئے ہاتھ میں ریوالور تھامے چوکنی بیٹھی تھی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

عمران کی طرف سے ہدایات ملتے ہی ٹائیگر نے سب سے پہلے اسٹرانگ روم کے حفاظتی انتظامات کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ایک ایسے شخص کو تاڑ لیا جو محافظ دستے کا انچارج تھا۔ اور رات کو پوری عمارت کے گرد راؤنڈ کرتا رہتا تھا۔

اس نے ایک سپاہی سے اس کا نام پوچھا اور پھر سیدھا اس سے ملنے کے لئے چلا گیا۔

"فرمائیے"۔۔۔ حفاظتی دستے کے انچارج نے سخت نظروں سے ٹائیگر کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام راشد ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے سوال کیا۔

"جی ہاں"۔۔۔ راشد نے جواب دیا۔ وہ اب تک ٹائیگر کا سر سے پاؤں تک جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

"آپ کے نام ایک پیغام ہے۔ جو میں اکیلے میں صرف آپ کو بتا سکتا ہوں"۔۔ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرے نام پیغام"۔۔ راشد نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ آپ کے نام انتہائی ایمرجنسی پیغام ہے۔۔۔ میں خاص طور پر اس پیغام کے لئے دوسرے شہر سے آیا ہوں"۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"میرے ساتھ آئیے"۔۔۔راشد نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا اور پھر ٹائیگر کو ہمراہ لئے عمارت سے باہر نکل کر ایک کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کیفے کی ایک میز پر بیٹھنے کے بعد اس نے سوالیہ نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

ٹائیگر نے کچھ کہنے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

راشد نے جیسے ہی کارڈ پر نظر ڈالی تو وہ نمایاں طور پر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار ابھر آئے۔

"آپ سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں"۔۔۔؟ راشد نے تشویش زدہ لہجے میں ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس محکمے کا نام پبلک مقامات پر لینا جرم ہے۔ بہر حال کارڈ سے آپ سمجھ سکتے ہیں"۔۔ ٹائیگر نے کارڈ اس سے لے کر دوبارہ اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"مگر میرا اس سے کیا تعلق"۔۔؟ راشد نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"گہرا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کچھ مجرم اسٹرانگ روم سے ایک خفیہ فائل اڑانا چاہتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں انہوں نے آپ سے رابطہ قائم کیا ہے اور آپ نے ان کے ساتھ تعاون کی حامی بھر لی ہے"۔۔۔ٹائیگر نے لہجے کو یک دم انتہائی سخت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ غلط ہے۔۔۔ اول تو مجھ سے کسی نے رابطہ قائم ہی نہیں کیا اور اگر کوئی کرے بھی سہی تو میں ان سے تعاون کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا۔۔ میرا بیس سالہ سروس ریکارڈ بالکل بے داغ ہے"۔۔۔راشد نے لہجے کو پر اعتماد بناتے ہوئے کہا۔

"ہمارا بھی آپ کی سروس ریکارڈ دیکھ کر یہی خیال ہے۔ مگر اس کے باوجود ہمیں تحقیقات کرنی پڑتی ہے۔۔ میں آپ کے گھر کی تلاشی لینا چاہتا ہوں"۔۔۔ٹائیگر نے کہا۔

"مم۔۔مگر"۔۔۔راشد نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

"دیکھئے۔۔۔اگر آپ بے گناہ ہیں تو آپ کو تلاشی دینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے۔ ہچکچاہٹ کی صورت میں ہم مشکوک ہو سکتے ہیں۔ اور آپ بھی یہ جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں زبان کھوانے کے بے شمار طریقے ہیں"۔۔۔ٹائیگر نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔میں ہرگز ہچکچا نہیں رہا۔۔ آپ بے شک میرے مکان کی تلاشی لے لیں"۔۔۔راشد نے کہا۔

"تو پھر چلو۔۔۔ابھی اس کام سے فارغ ہو جائیں"۔۔۔ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔۔مجھے ایک گھنٹے بعد ڈیوٹی پر پہنچنا ہے۔ اس لئے آپ اپنا شک مٹا لیں"۔۔۔راشد نے رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر راشد ٹائیگر کو لے کر اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ یہ اب ٹائیگر کی خوش قسمتی تھی کی راشد کی فیملی کسی دوسرے شہر گئی ہوئی تھی۔

فلیٹ پر پہنچنے کے بعد ٹائیگر نے سرسری طور پر تلاشی لی اور پھر او۔کے کا فیصلہ کر دیا۔ راشد کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اب وہ اطمینان سے ٹائیگر کے سامنے بیٹھا تھا۔

"آپ کی ڈیوٹی تمام رات رہتی ہے"۔۔۔؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں صبح چھ بجے تک ڈیوٹی پر رہتا ہوں"۔۔۔راشد نے بتایا۔

"کیا آپ عمارت کے اندر بھی راؤنڈ لگاتے ہیں"۔۔؟ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔شام کو عمارت بند کر کے جدید ترین شعاعی نظام چالو کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد عمارت میں ایک مکھی تک داخل نہیں ہو سکتی۔ ہمارا کام صرف باہر سے عمارت کی حفاظت کرنا ہے"۔۔راشد نے جواب دیا۔

"او۔کے مسٹر راشد۔۔۔آپ کے تعاون کا بہت بہت شکریہ"۔۔۔ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔راشد بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ٹائیگر کا جچا تلا مکا پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر پڑا اور غریب راشد کے لئے ایک ہی مکا کافی ہو گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

اور وہ لہرا کر نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

ٹائیگر نے اس کی وردی اتار کر پہن لی اور پھر جیب سے میک اپ باکس نکال کر اپنے چہرے پر اس کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس نے میک اپ باکس بند کر کے جیب میں ڈالا تو وہ مکمل طور پر راشد کا بھیس بدل چکا تھا۔ اب اُسے قریب سے دیکھ کر بھی کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ راشد نہیں ہے۔

میک اپ کرنے کے بعد اس نے اٹھکر رسی ڈھونڈی اور پھر اس سے راشد کے ہاتھ پیر اچھی طرح باندھ کر ایک کپڑے کا گولہ بنا کر اس کے منہ میں ٹھونس دیا۔

"اچھا مسٹر راشد! اب صبح تک تم آرام کرو۔ صبح ضرور کوئی نہ کوئی تمیں نجات دلا دیگا"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اسے اٹھا کر ایک صوفے پر لٹا دیا۔ اُسے یقین تھا کہ صبح سے پہلے کوئی فلیٹ میں داخل نہیں ہو گا، کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ وہ تمام رات ڈیوٹی پر رہتا ہے۔

ٹائیگر نے آخری نظر کمرے پر ڈالی اور پھر باہر نکل کر فلیٹ کا دروازہ بند کیا اور ٹیکسی پکڑ کر اسٹرنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

اسٹرانگ روم میں کسی نے اس پر شک کا اظہار نہ کیا اور وہ باقاعدگی سے ڈیوٹی دینے لگا۔

رات گئے اس نے اعلیٰ افسران کی طرف سے ایک نوٹس وصول کیا، جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو عمارت کی نگرانی میں تعاون کرنے کا حکم درج تھا۔ اس نے ان سے تعاون کیا اور پھر اس کے سامنے ہی عمران اور اس کے ساتھی کمپاؤنڈ وال کے قریب جھاڑیوں میں چھپ گئے۔

ٹائیگر بدستور اپنی ڈیوٹی دیتا ہوا عمارت کے گرد راؤنڈ لگاتا رہا۔ کافی رات گئے جبکہ وہ عمارت کی مشرقی سمت میں تھا کہ اس نے آسمان پر سائیں سائیں کی آواز سنی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

اس کی نظریں فوراً اوپر اٹھ گئیں اور اس نے سامنے والی عمارت کی چھت سے ایک سیاہ رنگ کے ڈبے کو آسمان کی طرف اڑتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے ڈبہ عمارت کی چھت کے اوپر پہنچ کر نیچے گرنے لگا۔

ٹائیگر سمجھ گیا کہ مجرموں نے حملے کا آغاز کر دیا ہے، اس لئے وہ تیزی سے کمپاؤنڈ وال کے قریب دبک گیا۔

دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمارت کے گرد آگ کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ عمارت کی چھت پر لگی ہوئی سرچ لائٹیں بجھ گئیں۔ اور پھر ایک اور دھماکہ ہوا۔ اور عمارت کے سامنے کی کمپاؤنڈ وال ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھر گئی۔

ٹائیگر چونکہ مشرقی سمت کی کمپاؤنڈ وال کے قریب تھا اس لئے وہ بچ گیا۔ مگر چونکہ اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران اور علی عمران اسی کمپاؤنڈ وال کے قریب تھے جو تباہ ہوئی ہے اس لئے وہ دھماکہ ختم ہوتے ہی اٹھ کر تیزی سے ادھر دوڑا۔

زخمیوں کی چیخ و پکار سے پورا ماحول گونج رہا تھا۔ شدید اندھیرا ہونے کے باعث وہ عمران کو نہ ڈھونڈ سکا۔ عمران کی تلاش کے دوران اسے مجرموں کا خیال آیا۔ اس نے سوچا کہ عمران کو تلاش کرنے کی بجائے مجرموں کو تلاش کیا جائے۔ کیونکہ عمران اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے۔

اس نے سیاہ ڈبہ جس نے یہ تمام تباہی پھیلائی تھی، سامنے والی عمارت کی چھت سے اڑتا ہوا صاف دیکھا تھا چنانچہ وہ ٹوٹی ہوئی کمپاؤنڈ وال کراس کر کے تیزی سے عمارت کی طرف دوڑا۔

چونکہ دھماکوں اور چیخوں سے ارد گرد کی عمارتوں سے لوگ باہر نکل آئے تھے، اس لئے ہر طرف افراتفری سی پھیلی ہوئی تھی۔ اس افراتفری میں وہ بھاگتا ہوا عمارت کے داخلی دروازے پر پہنچ گیا۔

جیسے ہی وہ وہاں پہنچا اس نے جوزف کو تیزی سے عمارت کے اندر سے باہر نکلتے دیکھا۔ اس کا رخ پارکنگ کی طرف تھا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

ٹائیگر سمجھ گیا کہ جوزف ضرور مجرموں کے پیچھے ہو گا۔ چنانچہ وہ بھی جوزف کے پیچھے دوڑ پڑا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ جوزف کی کار کے قریب پہنچتا، جوزف نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اس کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ کر سڑک پر پہنچ گئی۔ جوزف سے پہلے دو کاریں اسٹارٹ ہو کر سڑک پر پہنچ چکی تھیں۔ جوزف کی کار کا رخ بھی اسی طرف تھا، جدھر وہ کاریں گئی تھیں۔

ٹائیگر نے جوزف کی کار جاتے دیکھ کر تیزی سے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کی نظر پارکنگ کے قریب کھڑی ایک موٹر سائیکل پر پڑ گئی۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا موٹر سائیکل کی طرف بڑھا۔ اُسنے اُسے زور سے دھکا دیکر نیچے گرا دیا۔ اور پھر جھٹکے سے سیدھا کر دیا۔ اس کا ہینڈل لاک جھٹکا کھانے سے ٹوٹ گیا۔

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک چابی نکالی اور پھر اگنیشن میں ڈال کر زور سے کک لگائی۔ دوسرے لمحے موٹر سائیکل سٹارٹ ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کو کوئی اس کی طرف متوجہ ہوتا، اس کا موٹر سائیکل بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھا اور سڑک پر دوڑتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل کا رخ ادھر موڑ دیا جدھر اس نے جوزف کی کار کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ ایک طویل سڑک تھی جو کافی فاصلے کے بعد مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ ٹائیگر لمحہ بہ لمحہ سپیڈ بڑھاتا چلا جا رہا تھا۔ جلد ہی وہ مین روڈ کے چوک پر پہنچ گیا۔ یہاں سے تین طرف کو سڑکیں ملتی تھیں۔ ایک سڑک سپر مارکیٹ کو جاتی تھی اور ایک دوسرے شہر کی طرف جبکہ تیسری مضافات کی طرف نکلتی تھی۔ جہاں نئی کالونیاں بن رہی تھیں۔

ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے چوک پر رک کر کچھ سوچا اور پھر اس نے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر موٹر سائیکل ڈال دیا۔ کیونکہ اس کا اب تک کا تجربہ یہی کہتا تھا کہ مجرم ہمیشہ شہر کے مضافات میں اڈہ بناتے ہیں۔ شہر کی گنجان آبادی میں چونکہ ان کی نقل و حرکت ہمسائیوں کے لئے پر اسرار ہو جاتی ہے، اس لئے نئی کالونیوں میں رہنے پر ترجیح دی جاتی ہے۔

بہر حال یہ ایک رسک تھا۔ کافی دور جا کر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا ، دور سے اس کے کانوں میں فائرنگ کی آواز آئی اور اس نے موٹر سائیکل کی سپیڈ اور بڑھا دی۔ فائرنگ کی آواز بیحد ہلکی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

مجرم اور جوزف کا ٹکراؤ اس سے کافی فاصلے پر ہوا ہے۔ مگر اس کا موٹر سائیکل جس رفتار سے دوڑا چلا جارہا تھا، اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ چند لمحوں میں ہی مطلوبہ مقام پر پہنچ جائے گا۔

پھر جیسے ہی اس نے ایک اور موڑ کاٹا ، اُسے دور سے تین کاریں سڑک پر کھڑی نظر آگئیں۔ وہ لمحہ بہ لمحہ نزدیک ہوتا چلا جارہا تھا۔ پھر اس نے واضح طور پر سب کچھ دیکھ لیا۔ ایک مرد اور عورت جوزف کو گھسیٹ کر ایک کار میں ڈال رہے تھے۔ ابھی ٹائیگر کافی فاصلے پر تھا۔ مگر اب وہ مطمئن تھا کہ جلد ہی وہ مجرموں کو پکڑ لے گا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے موٹر سائیکل کو جھٹکا لگا اور اس کا انجن بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی موٹر سائیکل کی رفتار یکدم کم ہوتی چلی گئی۔

تائیگر نے چونک کر ڈائل پر نظر ڈالی اور اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ موٹر سائیکل کا پٹرول ختم ہو چکا تھا۔ سپیڈ میٹر پر موجود پٹرول کی مقدار دکھانے والی سوئی صفر پر پہنچ گئی تھی۔

ٹائیگر ابھی مجرموں سے قریباً پانچ سو گز دور تھا اور اس کا موٹر سائیکل رک گیا۔ وہ اچھل کر موٹر سائیکل سے نیچے اترا اور پھر اس نے موٹر سائیکل کو سٹینڈ پر کھڑا کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ مجرم اس وقت ایک کار کو دھکیل کر ایک طرف کر رہے تھے۔ ٹائیگر نے پیدل ہی ان کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔

جہاں مجرم موجود تھے وہاں قریب سے سڑک ہلکا سا خم کھا جاتی تھی۔ اس لئے ابھی تک مجرموں کی نظر ٹائیگر پر نہ پڑی تھی اور پھر شائد وہ جلدی میں بھی تھے اس لئے ٹائیگر کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ کار میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئے۔

جب تائیگر دوڑتا ہوا ان کاروں کے پاس پہنچا تو مجروں کی کار کافی سے زیادہ فاصلہ طے کر چکی تھی۔

ٹائیگر نے جھپٹ کر جوزف کی سپورٹس کار کا دروازہ کھولا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے موٹر سٹارٹ کر دی۔ چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس لئے اُسے کوئی دقت پیش نہ آئی اور سپورٹس کار ایک جھٹکا

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

کھا کر آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر نے ایک نظر پٹرول کی مقدار دکھانے والی سوئی پر ڈالی تو یہ دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ اس کی ٹینکی بھری ہوئی تھی۔ وہ سپورٹس کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اُس نے مجرموں کی کار کو چیک کر لیا۔ مگر اب اس نے کار کی رفتار ہلکی کر دی کیونکہ وہ ان سے فوری طور پر ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ اسے عمران کا دیا ہوا سبق اچھی طرح یاد تھا کہ پہلے مجرموں کے ٹھکانے کا پتہ لگایا جائے پھر ان سے ٹکرایا جائے تاکہ اگر مجرم نکل بھی جائیں تب بھی ان کے ٹھکانے پر انہیں دوبارہ پکڑا جا سکے۔

مجرموں کی کار تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی ایک نئی کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر گھوم گئی۔ اور ٹائیگر نے بھی کار ان کے پیچھے اُسی سڑک پر گھما دی۔

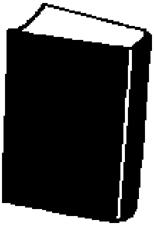

"ایک سپورٹس کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے"۔ انیڈریا نے گردن گھمائے جوزف اور بلیک زیرو کو چیک کر رہی تھی۔ پیچھے شیشے سے سپورٹس کار کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔۔ میں دیکھ رہا ہوں اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی کار ہے جس میں سے یہ حبشی اترا تھا"۔۔ باگرپ نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ بالکل وہی کار ہے۔۔۔ مگر حبشی تو کار میں اکیلا تھا۔ پھر یہ کار چلانے والا کہاں سے آگیا"۔۔ انیڈریا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں۔۔۔ بہر حال ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے یا نہیں"۔ باگوپ نے کہا اور پھر اس نے کار ایک کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر ڈال دی۔

پیچھے آنے والی سپورٹس کار بھی اسی سڑک پر مڑ آئی تو باگوپ نے ایک طویل سانس لیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7LQ@HOTMAIL.COM

"واقعی ہمارا تعاقب کیا جارہا ہے"۔ اس نے کہا۔

"ہمیں یہ کار ان دونوں سمیت کہیں چھوڑتی پڑے گی۔ میں جلد از جلد فائل کسی محفوظ جگہ منتقل کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔باگوپ نے جواب دیا۔

اب وہ کالونی کے اندر داخل ہو چکے تھے۔ یہاں آباد کوٹھیوں کی نسبت زیر تعمیر کوٹھیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ باگوپ نے تیزی سے ایک موڑ مڑتے ہی کار ایک زیر تعمیر کوٹھی کے پھاٹک کے اندر موڑ لی اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ انیڈریا بھی بجلی کی سی تیزی سے باہر آگئی۔

وہ دونوں ایک دیوار کی آڑ لیتے ہوئے تیزی سے کوٹھی کی پچھلی سمت آئے اور پھر باگوپ کو ایک گٹر کا کھلا ڈھکن نظر آگیا۔ یہ گٹر ابھی زیر تعمیر تھا، اس لئے ظاہر ہے کہ خشک ہی ہو گا۔ وہ انیڈریا کا ہاتھ تھامے اس میں اترتا چلا گیا اور پھر پائپ لائن میں سے ہوتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

کافی دور آنے کے بعد باگوپ کو ایک اور دھانہ نظر آیا تو وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آگیا۔ اس نے دھانے سے جب سر باہر نکالا تو اپنے آپ کو کالونی سے کافی دور ایک کھیت کے کنارے پر پایا۔ اور اچھل کر باہر آگیا اور اس کے بعد انیڈریا بھی باہر آگئی۔

پھر وہ دونوں کھیتوں کی آڑ لیتے ہوئے کوٹھی سے ہٹ کر دوبارہ مین روڈ پر آگئے۔ چونکہ اس وقت وہاں کسی ٹریفک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے وہ سڑک سے ہٹ کر چلتے رہے اور تقریباً صبح کے قریب وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ پھر جلد ہی انہیں ایک ہوٹل کا بورڈ نظر آگیا اور باگوپ انیڈریا کو لئے ہوٹل میں گھستا چلا گیا۔

چونکہ وہ دونوں غیر ملکی تھے، اس لئے کاؤنٹر مین نے ان کے سامان کے متعلق بھی کچھ دریافت نہ کیا اور انہیں فوری طور پر ایک کمرہ الاٹ کر دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

کمرے میں داخل ہو کر باگوپ نے اطمینان کی طویل سانس لی اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا کیمرہ باہر نکالا۔ یہ آٹو میٹک کیمرہ تھا جس میں خود بخود فلم ڈویلپ ہو جاتی تھی۔ اس نے کیمرہ کی پشت پر لگے ہوئے چند ننھے منھے بٹن دبائے تو فلم کا رول باہر آ گیا۔

انیڈریا کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھی باتھ روم میں گھس گئی تھی۔ جب منہ ہاتھ دھو کر اور بالوں کو کنگھی کر کے وہ باہر نکلی تو اس نے باگوپ کو سر پکڑے بیٹھے دیکھا۔ فلم رول سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔

"کیا ہوا"۔۔؟ انیڈریا نے چونک کر پوچھا۔

"چوٹ ہو گئی"۔۔ باگوپ نے زبان کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا ہوا"۔۔؟ انیڈریا نے تشویش سے پُر لہجے میں پوچھا۔ وہ حیران تھی کہ جب وہ سب کو دھوکا دے کر اور فلم حاصل کر کے اس کمرے تک پہنچ گئے ہیں تو پھر چوٹ کیسے ہو گئی۔

"اس فلم کو دیکھو"۔۔ باگوپ نے فلم کا رول اٹھا کر انیڈریا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور کو دا ٹھکر پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔

انیڈریا نے فلم رول سیدھا کر کے روشنی میں دیکھا۔ وہ چند لمحے بغور فلم کو دیکھتی رہی۔

"مورس کوڈ میں تحریر ہے"۔ باگوپ نے کہا۔

اور پھر انیڈریا بھی بری طرح چونک پڑی۔ اس کے ہاتھ سے فلم رول چھوٹ کر نیچے قالین پر گر گیا تھا۔

"کک۔۔ کک۔۔ کیا مطلب۔۔ علی عمران کا کیا مطلب"۔۔۔؟ انیڈریا کی آنکھوں سے حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے آثار بھی نمایاں تھے۔

"مطلب صاف ہے کہ علی عمران نے وہ فائل پہلے ہی تبدیل کر لی ہے۔ اور موجودہ فائل میں مورس کوڈ میں اس کا پیغام درج ہے"۔۔ باگوپ نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھکر رول اٹھا کر اُسے پڑھنے لگا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"علی عمران کی طرف سے باگوپ اور انیڈ ریا کو سلام ہو۔ مجھے افسوس ہے کہ تمارا مشن ناکام ہو گیا ہے اور ہونا بھی تھا کیونکہ یہ میرا ملک ہے۔ یہاں تم جیسے مجرم صرف فٹ پاتھوں پر بیٹھ کر چنے بیچ سکتے ہیں۔ جرم کرنا تمہارے بس سے باہر ہے۔ ویسے مطمئن رہو، میں تم سے معافی لینے ضرور آؤں گا"۔

"اوہ۔۔۔ یہ علی عمران تو انتہائی خطرناک آدمی ثابت ہوا ہے"۔۔ انیڈ ریا نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اب اس کا خاتمہ لازمی ہو گیا ہے"۔۔ باگوپ نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باتھ روم میں چلا گیا۔ اور انیڈ ریا سر پکڑے صوفے پر بیٹھی رہ گئی۔ میز پر پڑا ہوا فلم رول اُس کا منہ چڑا رہا تھا۔

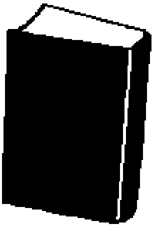

ٹائیگر مجرموں کی کار کا تعاقب کرتا ہوا کالونی کے اندر داخل ہو گیا، مگر ایک موڑ مڑ کر جیسے ہی اس نے کار سیدھی کی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سڑک خالی تھی۔ پھر اس نے تیزی سے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر کار کی ہیڈ لائیٹس میں اُسے ٹائروں کے نشان ایک کوٹھی کے اندر جاتے دکھائے دیئے۔ یہ کوٹھی ابھی زیرِ تعمیر تھی۔ اس نے کوٹھی کے پھاٹک کے قریب کار روکی اور اتر کر تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ سامنے ہی مجرموں کی کار موجود تھی۔ اُس کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ ٹائیگر دوڑتا ہوا کار تک پہنچا اور اس نے اندر نظر ڈالی تو اسے جوزف اور ایک اور شخص پچھلی نشستوں پر بے ہوش پڑے دکھائی دیئے۔ مجرم غائب تھے۔ ٹائیگر نے ایک لمحے کے لئے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر بغل میں لٹکا ہوا ریوالور نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور دیوار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا کوٹھی کی پچھلی سمت کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بے حد محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا، کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ مجرم کہیں اندھیرے میں چھپے ہوئے اس کی تاڑ میں نہ بیٹھے ہوں اور وہ اندھیرے سے نکلنے والی کسی گولی کا شکار نہ ہو جائے۔

PK72E@HOTMAIL.COM
PK72E@HOTMAIL.COM

PK7L@HOTMAIL.COM

مگر آہستہ آہستہ اس نے پوری کوٹھی چھان ماری۔ مجرموں کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر مجرم کہاں سے فرار ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ کوٹھی کی بیرونی چار دیواری کافی اونچی تھی اور اس کا ایک ہی پھاٹک تھا۔ جس میں سے وہ کار لیکر اندر داخل ہوئے تھے اور اس کی نظروں سے زیادہ سے زیادہ تین چار منٹ کے لئے اوجھل ہوئی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر مجرم واپس پھاٹک کی طرف گئے ہوتے تو یقیناً اس کی نظروں میں آجاتے۔ مجرم یقیناً کوٹھی کے اندر سے غائب ہوئے تھے۔

چنانچہ اس نے ایک بار پھر تلاشی کا آغاز کیا اور پھر اُسے کوٹھی کی پچھلی سمت گٹر کا کھلا ہوا دہانہ نظر آگیا۔ اس نے دہانے کی زمین کے ساتھ کان لگا دیئے، مگر ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے چند لمحوں تک آواز سننے کی کوشش کی مگر ناکام ہونے کی صورت میں وہ ایک طویل سانس لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

مجرم ہاتھ سے نکل چکے تھے، اس لئے وہ واپس اس کار کی طرف بڑھا، جس میں جوزف اور اس کا ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ان دونوں کو گھسیٹ کر کار سے باہر نکالا اور انہیں ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف ہو گیا۔

چند لمحوں بعد جوزف کے ساتھی نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک لمحے تک وہ خالی خالی نظروں سے اُسے دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے جوزف بھی ہوش میں آگیا۔

"کک۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔؟ جوزف نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں ٹائیگر پر جم گئیں۔

"مجرم نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس کی آواز سُنکر بلیک زیرو چونک پڑا۔ وہ آواز سے پہچان گیا تھا کہ بولنے والا ٹائیگر ہے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

"ٹائیگر تم یہاں کیسے آگئے۔۔؟ تماری ڈیوٹی تو اسٹرانگ روم پر تھی"۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

اور ٹائیگر اپنانام سن کر چونک پڑا۔اُسے تو یہی معلوم تھا کہ عمران کے علاوہ اُسے اور کوئی نہیں جانتا اور اسٹرانگ روم پر پہرے کی ہدایات بھی عمران نے ہی دی تھی۔ پھر اس آدمی کو کیسے پتہ چلا۔

"میں مجرموں کا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آیا ہوں"۔۔ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تفصیل سے بتلاؤ"۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مم مگر۔۔۔" ٹائیگر ہچکچا کر بولا۔

"جس طرح تم عمران کے ساتھی ہو اس طرح میں بھی عمران کا ہی ساتھی ہوں۔ سیکرٹ سورس سے ہٹ ہر۔اس لئے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں"۔۔ بلیک زیرو اُسے ہچکچاتا دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کی شخصیت کے متعلق جاننا چاہتا ہے۔

ٹائیگر کی ہچکچاہٹ ختم ہو گئی اور اس نے تفصیل سے تمام حالات بتا دیئے۔

"جوزف۔۔! تم ٹائیگر سمیت واپس اسٹرانگ روم جاؤ۔۔ میں مجرموں کا پتہ چلاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں ان کا سراغ نکال لونگا۔ وہ ضرور گٹر کے زریعے بھاگے ہوں گے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور پھر جیب سے ٹارچ نکال لی۔

"ہاں۔۔۔ ٹارچ کے زریعے ان کے قدموں کے نشانات معلوم کئے جاسکتے ہیں"۔۔ ٹائیگر نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

پھر بلیک زیرو نے ان دونوں کو سپورٹس کار میں واپس بھیج دیا اور خود مجرموں کی کار کی طرف بڑھ گیا۔اس نے پہلے تو کار کی اچھی طرح سے تلاشی لی۔ مگر وہاں اُسے کوئی کلیو نہ مل سکا۔ پھر وہ ٹارچ کے ذریعے ان کے قدموں کے نشانات دیکھتا ہوا گٹر کے دھانے پر پہنچ گیا۔ چونکہ کوٹھی کی زمین ابھی ناپختہ تھی،اس لئے قدموں کے نشانات صاف نظر آرہے تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

وہ گٹر کے اندر اتر گیا۔ خشک گٹر میں اُسے ایک مرد اور ایک عورت کے قدموں کے نشانات آگے بڑھتے ہوئے صاف دکھائی دیئے اور وہ ٹارچ کی روشنی میں قدموں کے نشانات کے سہارے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر جب وہ ایک گٹر کے دھانے سے باہر نکلا تو اس نے اپنے آپ کو کھیتوں کے درمیان پایا۔ قدموں کے نشانات یہاں بھی موجود تھے۔ انہیں دیکھتا ہوا وہ مین روڈ پر آ گیا۔

جہاں اُس نے سڑک سے ہٹ کر ان کے قدموں کا سراغ لگالیا۔ ان کا رخ شہر کی طرف تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مسلسل چلنے کے بعد وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ یہاں آ کر قدموں کے نشانات پختہ سڑک پر غائب ہو گئے تھے۔

وہ سوچنے لگا کہ مجرم اب کہاں گئے ہوں گے۔ وہ سوچتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر اُسے قریب ہی ایک ہوٹل کا بورڈ نظر آ گیا۔ اس نے ہوٹل کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ مجرموں کے لئے اس سے زیادہ اچھی پناہ گاہ اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ خاصا دن نکل آیا تھا اور اب سڑکوں پر چہل پہل بھی تھی۔

ہوٹل میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"فرمایئے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور ایک لمحے کے لئے کاؤنٹر مین کے سامنے کر کے اُسے تہہ کرتے ہو کہا۔

"خفیہ پولیس"۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ بھی پولیس والا ہی تھا۔

"جج۔۔۔ جی فرمایئے"۔۔۔ کاؤنٹر مین خفیہ پولیس کا لفظ سُنکر ہی گھبرا گیا تھا۔

"کچھ دیر پہلے ایک غیر ملکی مرد اور عورت تمارے ہوٹل میں آئے ہیں۔ وہ کون سے کمرے میں ہیں"۔۔؟ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ افریقی مرد اور یورپین عورت"۔۔؟ کاؤنٹر مین نے پوچھا۔

"ہاں ہاں وہی"۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"روم نمبر ۱۵ دوسری منزل"۔۔ کاؤنٹر مین نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ابھی تک وہ کمرے میں ہی ہیں"۔۔؟ بلیک زیرو نے دوسرا سوال کیا۔

"جی ہاں جناب"۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ یہ خیال رکھنا کہ اگر میرے متعلق انہیں تم سے یا ہوٹل کے کسی آدمی سے پتہ چلا تو تم جانتے ہو کہ تم سب کا کیا حشر ہو گا"۔۔ بلیک زیرو نے اُسے سرد نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔۔۔ پولیس سے تعاون ہمارا فرض ہے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"سیڑھیاں چڑھ کر وہ دوسری منزل پر پہنچا تو پوری منزل خالی پڑی ہوئی تھی۔ ابھی تک کمروں میں رہنے والے بیدار نہیں ہوئے تھے۔ وہ محتاط انداز میں قدم بڑھاتا ہوا کمرہ نمبر پندرہ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جھک کر کی ہول سے اندر نظر ڈالی، مگر اندر اندھیرا تھا۔

اور کی ہول کے سامنے ایک پردہ لہرا رہا تھا۔ وہ ایک طویل سانس لیکر سیدھا ہو گیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور پھر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے دروازے پر دستک دینی شروع کر دی۔

"کون ہے"۔۔۔ دوسری دستک پر اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ویٹر"۔۔ بلیک زیرو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا بات ہے۔۔۔ کیوں آئے ہو"۔۔؟ نسوانی آواز میں سختی آ گئی۔

"نیچے پولیس آئی ہے اور آپ کے متعلق پوچھ گچھ کر رہی ہے۔۔ میں آپ کو مطلع کرنے آیا ہوں"۔۔ بلیک زیرو نے بدستور گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ سامنے ایک نوجوان دیسی عورت کھڑی تھی۔

بلیک زیرو دروازہ کھلتے ہی اُسے دھکیلتے ہوئے اندر لے گیا۔ اس نے ریوالور کی نال اس کی گردن سے لگا دی۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کون ہو تم"۔۔؟ عورت کی خوفزدہ آواز سنائی دی۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"تمارا ساتھی کہاں ہے"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے خالی کمرے میں نظریں گھماتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میرا ساتھی۔۔۔ میرا ساتھی تو کوئی نہیں ہے۔۔۔ میں تو اکیلی ہوں"۔۔ عورت کا لہجہ ابھی تک خوفزدہ تھا۔

بلیک زیرو اُسے ریوالور کی زد پر لئے باتھ روم کی طرف بڑھا اور پھر اس نے لات مار کر دروازہ کھول دیا۔ مگر باتھ روم بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ اب تو بلیک زیرو چکرا گیا۔

"تمارا وہ افریقی ساتھی کہاں گیا، جس کے ساتھ تم ہوٹل میں آئی تھیں"۔۔ بلیک زیرو نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ میرا کوئی ساتھی نہیں ہے۔۔ میں اکیلی ہوں"۔۔ عورت کا لہجہ اس بار سنبھلا ہوا تھا۔

"دیکھو۔۔! سب کچھ شرافت سے بتلا دو، ورنہ۔۔" بلیک زیرو کا لہجہ تند ہو گیا تھا۔

"مم۔۔ مگر۔۔" عورت نے کچھ کہنا چاہا۔

اس لمحے بلیک زیرو کا زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا اور وہ چیخ مار کر قالین پر الٹ گئی۔

"خبردار! اگر چیخنے کی کوشش کی تو گولی ماردونگا۔۔ اپنے ساتھی کا پتہ بتاؤ۔ وہ کہاں گیا ہے"۔۔؟

بلیک زیرو نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

لڑکی چند لمحوں تک خوفزدہ نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتی رہی۔ پھر اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی لہرائی۔

بلیک زیرو چمک دیکھتے ہی چوکنا ہو گیا۔

مگر عورت نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی لات پکڑ مروڑ دی اور بلیک زیرو الٹ کر منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے عورت نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو سنبھلتا، اس کی کنپٹی پر بھرپور لات گی۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

ایک لمحے کے لئے اس کے دماغ میں اندھیرا پھیلا، مگر بلیک زیرو نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر اس کی لات انتہائی تیزی سے حرکت میں آئی اور عورت کی پنڈلی پر زوردار ضرب لگی۔

وہ چیختی ہوئی منہ کے بل صوفے پر جا گری۔ بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اُسے چھاپ لیا۔

اس نے ایک ہاتھ اس کے ریوالور والے ہاتھ پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے گرد جما دیا۔

بلیک زیرو نے اس کی گردن کو جھٹکا دیا۔ عورت کے منہ سے بھینچی بھینچی آواز نکلی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے اس کی گردن کو ایک اور زوردار جھٹکا دیا اور عورت کے ہاتھ پھر ڈھیلے ہوتے چلے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

بلیک زیرو نے اُسے سیدھا کر کے قالین پر ڈال دیا۔ وہ چند لمحے بغور اس کی نبض دیکھتا رہا۔ پھر جب اسے یقین ہو گیا کہ عورت واقعی بے ہوش ہو چکی ہے، تو وہ طویل سانس لیکر سیدھا ہوا۔

اس نے ایک بار پھر پورے کمرے کی تلاشی لی اور پھر اُسے پلنگ کے نیچے ایک فلم رول پڑا نظر آ گیا۔ اس نے تیزی سے فلم رول اٹھایا اور اُسے کھول کر روشنی میں دیکھنے لگا۔

دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ فلم رول میں موجود علی عمران کا پیغام اس نے پڑھ لیا تھا۔

"ہوں۔۔۔ تو مجرم چوٹ کھا گئے"۔۔ بلیک زیرو نے فلم رول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ عورت انیڈریا ہی ہے اور باگوپ اس سے پہلے ہی نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

اُسے چونکہ معلوم تھا کہ باگوپ میک آپ کا ماہر ہے اس لئے ہوٹل والے اُسے پہچان نہیں سکے ہوں گے۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور دروازے سے نکلا ہو۔

بہر حال انیڈریا اس کے ہتھے چڑھ چکی تھی۔ اور اُسے یقین تھا کہ اس کے ذریعئے وہ بآسانی باگوپ تک پہنچ سکتا ہے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

چنانچہ اس نے اُسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

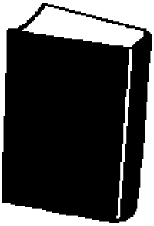

دارالحکومت کے سپیشل ملٹری ہسپتال کے ایک بڑے سے کمرے میں اس وقت موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ جبکہ اس کمرے میں ملک کے اعلیٰ ترین حکام موجود تھے۔

سر سلطان اور سر رحمان بھی اپنی اپنی کرسیوں پر سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔ سر سلطان کے چہرے پر شدید پریشانی اور غم کے آثار نمایاں تھے۔ جبکہ سر رحمان کا چہرہ تو سپاٹ تھا، مگر آنکھوں میں پھیلی ہوئے سرخی بتا رہی تھی کہ وہ اندر ہی اندر کوئی صدمہ برداشت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر خاموشی سے چلتا ہوا سر سلطان کے قریب آیا اور پھر کہنے لگا۔

"مجھے افسوس ہے جناب۔۔۔ علی عمران کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اُسے خطرناک دماغی ضرب پہنچی ہے۔ اس کے زندہ بچنے کا چانس صرف ایک فیصد ہے۔ اور اگر زندہ بچ بھی گیا تو یا تو ہمیشہ کے لئے اس کی یادداشت غائب ہوجائے گی یا پھر اس کا دماغ الٹ جائے گا"۔ ڈاکٹر نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

سر رحمان نے یہ سُنکر سر جھکا لیا۔ مگر سر سلطان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ڈاکٹر۔۔۔! اُسے کسی بھی صورت میں ٹھیک کر دو۔ وہ ہمارے ملک کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔۔۔ ڈاکٹر یقین کرو۔ اگر اُسے کچھ ہو گیا تو یہ ملک ختم ہو جائے گا"۔۔ سر سلطان کی آواز پھٹ گئی تھی۔

"مجھے افسوس ہے سر سلطان۔۔! میں اس سلسلے میں آپ کو کوئی جھوٹی امید نہیں دے سکتا۔ مریض کی حالت انتہائی نازک ہے۔ اس کے دماغ کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ اور اس صورت میں بھی اس کے زندہ بچنے کے چانسز صرف ایک فیصد ہیں۔ اور طبی نقطہ نظر سے اگر وہ بچ بھی گیا تب بھی وہی صورت پیش آسکتی ہے،

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

جس کا ذکر میں نے ابھی کیا ہے۔ ہاں قدرت کا کوئی معجزہ ہو جائے تو دوسری بات ہے"۔۔ڈاکٹر نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا دنیا میں کوئی ایسا قابل ڈاکٹر نہیں ہے جو کچھ امید دلا سکے"۔۔؟ سر سلطان نے دانت ہونٹوں پر جماتے ہوئے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔ البتہ ڈاکٹر شوالا کو جرمنی سے بلا جائے تو ہو سکتا ہے۔ وہ امید دلا رے۔ وہ اس وقت دماغی امراض کا دنیا کا سب سے قابل ڈاکٹر ہے۔ اور اُس نے بعض اوقات ناممکن کو بھی ممکن کر دکھا ہے۔ مگر اس کا یہاں فوری پہنچنا ضروری ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس گھنٹے بعد مریض کا آپریشن ہو جانا ضروری ہے۔ اس کے بعد ایک لمحے کی دیر بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے"۔۔ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔" آپ مریض کا خیال رکھیں۔ میں ڈاکٹر شوالا کو فوری طور پر بلانے کا بندوبست کرتا ہوں"۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ٹیلیفون کی طرف جھپٹے اور تیزی سی نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً دس منٹ تک بات کرنے کے بعد انہوں نے رسیور کریڈل کر رکھ دیا۔

"ڈاکٹر شوالا دس گھنٹوں کے اندر اندر یہاں پہنچ جائے گیا"۔۔۔ سر سلطان نے ڈاکڑ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب۔۔! ہم پوری کوشش کریں گے کہ مریض کی ان کے آنے تک حالت ٹھیک رہے"۔۔ ڈاکڑ نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر۔۔! کیا میں عمران کو دیکھ سکتا ہوں"۔۔؟ سر رحمان نے جو، اب تک خاموش بیٹھے تھے، اچانک ڈاکٹر سے مخاطب ہو کہر کہا۔ ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اندر سے بُری طرح ٹوٹ چکے ہیں۔

"ہاں۔۔۔ آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں۔۔ آیئے میرے ساتھ"۔۔ڈاکٹر نے کہا۔ اور پھر سر سلطان اور سر رحمان کو اپنے ہمراہ لئے وہ مختلف برآمدوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

کمرے کے درمیان میں آکسیجن ٹینٹ کے اندر عمران سیدھا لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی آنکھیں کھول کر کوئی مزاحیہ فقرہ کسے گا۔

سر رحمان خاموشی سے ایک لمحے تک عمران کو دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے منہ موڑ لیا۔ ان کی آنکھوں سے دو آنسو ٹپ کر فرش پر گرے اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ سر سلطان انہیں واپس جاتا دیکھتے رہے اور پھر انہوں نے بھی رومال نکال کر آنکھوں پر رکھ لیا۔ ان کا دل غم سے پھٹا جا رہا تھا۔ عمران کو اس حالت میں دیکھنے کا تو انہوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔

"دوسرے زخمی کہاں ہیں"۔۔۔ انہوں نے چند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد قریب کھڑے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ساتھ والے ہال میں ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"چلو میں انہیں بھی دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ بھی عمران سے کم قیمتی نہیں ہیں"۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔ اور پھر وہ ڈاکٹر کے ہمراہ عمران کے کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں داخل ہو گئے۔

یہاں سیکرٹ سروس کے ممبران بستروں پر زخمی پڑے تھے۔ وہ بھی عمران کے ساتھ ہی زخمی ہوئے تھے۔ مگر اب ان کی حالت خطرے سے باہر تھی۔

"انہیں خواب آور انجیکشن لگائے گئے ہیں تاکہ یہ سکون میں رہیں"۔۔ ڈاکٹر نے کہا۔

"ہوں۔۔۔ ویسے ان کی حالت۔۔۔" سر سلطان نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ مگر یہ کم سے کم پندرہ بیس دن تک بستر سے نہیں اٹھ سکیں گے"۔۔ ڈاکٹر نے سر سلطان کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔ بہرحال ڈاکٹر! میں ایک بار پھر کہہ دوں کہ عمران کا خیال رکھنا"۔۔۔ سر سلطان نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

PK7E@HOTMAIL.COM

"آپ بے فکر رہیں جناب۔۔ ہم اپنا فرض اچھی طرح سمجھتے ہیں"۔۔۔ڈاکٹر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر سر سلطان واپس اسی ہال میں آ گئے جہاں دیگر اعلیٰ حکام موجود تھے۔ سر رحمان وہاں موجود نہ تھے۔ سر سلطان نے حکام کو صورت حال بتا کر انہیں جانے کے لئے کہا اور پھر ڈاکٹر کو عمران کی حفاظت کی ہدایت کرتے ہوئے وہ سب واپس چلے گئے۔

سر سلطان ہسپتال سے جا کر ایک لمحے کے لئے بھی اطمنیان سے نہ بیٹھے۔ وہ ٹیلیفون پر مسلسل بیٹھے رہے۔ اور پھر جب انہیں اطلاع ملی کہ ڈاکٹر شوالا ایک سپشیل جہاز کے زریعے اپنے ملک سے چل پڑے ہیں اور ایک گھنٹے کے اندر اندر ہسپتال پہنچ جائیں گے تو انہوں نے اطمینان کی سانس لی اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر عمران کے متعلق ہی سوچنے لگے۔ ان کا دل کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور رحم کریگا اور عمران ٹھیک ہو جائے گا۔ مگر ساتھ ہی انہیں ڈاکٹر کی بات یاد آ جاتی اور ان کا دل بیٹھ جاتا۔

ابھی وہ صوفے کی پشت پر سر رکھے عمران کے متعلق ہی سوچ رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ انہوں نے چونک کر ریسیور اٹھالیا۔

"غضب ہو گیا جناب"۔۔۔دوسری طرف سے ڈاکٹر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی اور سر سطلان کے دماغ میں اندھیرا پھیلتا چلا گیا۔

"کک۔۔ کک۔۔۔ کیا ہوا"۔۔؟انہوں نے ڈوبتی ہوئی آواز میں بمشکل پوچھا۔

"عمران صاحب کمرے سے غائب ہیں۔۔ ان کا بیڈ خالی پڑا ہے"۔۔۔ڈاکتر نے بتایا۔ اور سر سلطان کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ کر نیچے گر پڑا۔۔ ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ دماغ پر اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔۔۔ عمران کی موت کے اندھیرے۔۔۔ وہ تو اچھی طرح جانتے تھے کہ عمران کا اس حالت میں ہلنا بھی اس کی زندگی کے لئے خطرناک تھا، اور اب تو وہ غائب تھا۔ اب تو ایک فیصد چانس بھی باقی نہ رہا تھا، جس کے سہارے سر سلطان اپنے دل کو تسلی دے رہے تھے۔

PK7E@HOTMAIL.COM

PK7E@HOTMAIL.COM

سر سلطان چند لمحے سکتے کے عالم میں بیٹھے رہے۔ پھر ان کی گردن ڈھلک گئی اور شدید صدمہ کے باعث وہ بے ہوش ہو کر صوفے پر ہی گر گئے۔

حِصہ اول ختم ہوا۔

PK7E@HOTMAIL.COM
PK7E@HOTMAIL.COM